صدائے ولا



تصنیف: پروفیسر فدا محمد نیرؔ حیدر

انتساب

قائد ملت جعفریہ آقائے سید حامد علی شاہ الموسوی النجفی

روشن تیری صورت ہے نہاں خانہ دل میں
تصویر سجی ہے تیری کاشانہ دل میں
پنجے کا نشاں سر پہ تیرے جلوہ فشاں ہے
سائے میں علم کے تو رواں ہے تو دواں ہے
تو مہر و محبت کا، صداقت کا نشاں ہے
پیغام تیرا نہج بلاغت کی زباں ہے
نے تاج میں، نے تخت میں، نہ لشکر میں نہاں ہے
کچھ اور ہی تجھ مرد قلندر کا جہاں ہے
کب سے میری سرکار تیرے در پہ کھڑا ہے
یہ نیئر حیدر بھی کہ محتاج دعا ہے



نام کتاب: صدائے ولا

مصنف: پروفیسر فدا محمد نیئر حیدر

سابقہ چیئرمین شعبہ لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس پشاور یونیورسٹی۔

کمپوزنگ: ارشد خان

ناشر: گرافکس پوائنٹ، خیبر بازار پشاور

طباعت بارِ اوّل: 2007

طباعت بارِ دوئم: 2018

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

فدا محمد نیئر حیدر کو میں کتنے عرصے سے جانتا ہوں اس کا تعین کرنا میرے لئے قدرے مشکل سی بات ہے، ہاں البتہ اتنا کہہ سکتا ہوں کہ میں نے ہوش سنبھالا تو بچوں کی حیثیت سے ہم دونوں کبھی کبھی پشاور کے مختلف امام بارگاہوں میں آمنے سامنے ہوتے رہے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے آج کل اپنی قوم سے باہر کا کوئی شخص یا بچہ ہماری مجالس عزاء یا جلوس عزاء میں شامل ہو۔ پھر کچھ عرصے بعد جب ہم ادبی انجمن میں نئے لکھنے والے نوجوانوں کی طرح شریک ہوئے تو معلوم ہوا کہ نیئر حیدر لکھتے ہیں اور کہتے بھی ہیں، مجالس عزاء میں شرکت کے حوالے سے جو انس ہم دونوں میں پیدا ہوا تھا اس نے جوش مارا اور ہم کچھ عرصے کیلئے بڑے گہرے دوست بن گئے تو معلوم ہوا کہ آپ اگر چہ اہلسنت ہیں مگر ولا و مودت اہلبیت کے حوالے سے اتنے مومن ہیں کہ بے ساختہ انہیں شیعہ کہنے کو جی چاہتا ہے اور پھر میں نے نیئر حیدر سے کہہ ہی دیا کہ فدا محمد تم تو شیعہ ہو اور پھر وہ دن دور نہ تھا کہ اس نے مجھے کہا کہ نیئر صاحب میں فدا محمد نیئر نینگا واں، نیئر حیدر اں"

مجھے اس بات نے زیادہ نہیں چونکا یا اس لئے کہ خیالات و افکار کے اعتبار سے وہ پہلے ہی سے نیئر حیدر تھا البتہ اعلان کی ضرورت تھی سو وہ کر دیا اور میں ایک واضح فرق یہ نظر آیا کہ اب وہ ادبی انجمنوں، انجمن ترقی اردو، انجمن ترقی پسند، بزم ادب یا ہندکو رائٹرز سوسائٹی میں بہت کم نظر آنے لگے، البتہ مجالس عزاء میں اپنا کلام سناتے نظر آتے، معلوم ہوا کہ انہوں نے مدحت محمدؐ و آل محمدؐ کے سوا کچھ اور کہنا چھوڑ دیا ہے، ہاں اگر کچھ اور کہتے بھی تو اہی کے چاہنے والوں کی بات کرتے خواہ وہ ماضی کی ہوتی یا حال کی، میں نے ادبی انجمنوں میں ان کی غزلیں سنی ہیں، ان کی یہ غزل آج بھی مجھے یاد ہے۔

پھر داغ دل کے آج نمایاں ہوئے تو ہیں
پھر حسرتوں کے شہر چراغاں ہوئے تو ہیں
مانا کہ میرے حال پہ روئے نہیں ہیں آپ
لیکن حضور آپ پریشان ہوئے تو ہیں
اب اور کیا ہے نیئر حیدر ہمارے پاس
ان کے حضور چاک گریباں ہوئے تو ہیں

یا پھر یہ شعر ملاحظہ ہو

کیف ہے، نغمہ ہے ترنم ہے
عاشقو ! عشق کا یہ موسم ہے
وہ ہیں اور غیر سے تبسم ہے
میں ہوں اور بے کسی کا عالم ہے

پشاور میں مطالعہ گاہ سنٹرل ایشیاء کا مرکز قائم ہوا تو بڑی بڑی تقریبات منعقد ہوئیں، ایک تقریب میں ہمیں بھی شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہے، نیئر حیدر کو اس نغمہ پر بڑی داد ملی تھی۔

یہ مرکز، مرکز فکر و رسا ہے جس جگہ ہم ہیں
مطالعہ گاہ وسطی ایشیاء ہے جس جگہ ہم ہیں
در و دیوار اس مرکز کے افسانے سناتے ہیں
ہماری عظمتوں کے ہم کو آئینے دکھاتے ہیں
یہاں کھوٹے کھرے کی ہر گھڑی تصدیق ہوتی ہے
یہاں تحقیق پر تحقیق پر تحقیق ہوتی ہے

ہم دعوے سے یہ کہتے ہیں کہ نیئر حیدر میں وہ سب کچھ موجود تھا جس کا قومی شاعری تقاضا کرتی ہے اور پھر صوبہ سرحد کے جہاں اس حوالے سے قحط الرجال ہے، نیئر حیدر کیلئے ابھرنے اور مقبول ہونے کے بے شمار مواقع تھے، اگرچہ ان کا رجحان قدیم مکتبہ فکر کی طرف مائل تھا مگر ہم سمجھتے ہیں کہ وہ اسی طرف رہتے تو ضرور اپنی اس کمی کو پورا کر لیتے ان کے فکر کی بنیادیں عالمگیر حقائق کی ٹھوس چٹانوں پر قائم تھیں۔ وہ ایک ایسا بھٹکا ہوا مسافر نہیں تھا کہ جس کو اپنی منزل معلوم نہ ہو بلکہ سچ اور حقیقت تک پہنچنے کیلئے مختصر ترین راستے کے تعین کا فیصلہ کن مرحلے کی تلاش میں تھا، وہ جب اپنے کلام کو خود پڑھتے تو ندرت کلام سے جھلکتا ہوا تغزل ان کے پر مغز ہونے کی گواہی دیتا ہے، نیئر حیدر کی غزل بھی غزل برائے شاعری نہیں تھی، اس لئے تو ہم کہتے ہیں کہ اگر وہ ادبی دنیا میں رہتے تو صوبہ سرحد کی ایک طاقت ور اور توانا آواز ہوتے، ان کے مزاح میں شاعری کے حوالے سے ایسی فنکارانہ چابکدستی ودیعت ہوئی تھی کہ انہیں سنتے ہوئے اساتذہ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی، فن شاعری میں اگر نیئر حیدر یکتا نہیں تو منفرد ضرور تھے، ان کے شعر کے افق سے جب ادبی دنیا سے رابطہ ہوتا تو داغ اور علامہ اقبال کے رنگ نمایاں تھے اور جب وہ صرف اور صرف مداح محمد وآل محمدؐ بنے تو پھر مودت وولا کی لہریں مچلتی تھیں، جلال و جمال کا مرقع اور ہیبت و دبدبہ وجلال کی آئینہ دار تھی اور کبھی کبھی نیئر حیدر ادبی ہو کر مذہب، سادہ اور شگفتہ الفاظ میں اپنی بات کہتے تھے، وہ الفاظ کے ذریعے تخیل میں نازل شدہ پیکر کو جب تراشنے لگتے تو الفاظ کی صفیں ایک بے چین لہر کی طرح مچل مچل کر آگے پیچھے، دائیں بائیں ہوتیں کہ شاید ان کی قسمت بھی کسی مولائی قصیدہ کے مصرعے کی زینت بن جائے اور پھر ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے نیئر حیدر نے ادبی دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی، وہ ڈھونڈنے سے بھی کسی ادبی محفل مں نظر نہ آئے، ان کی جمالیاتی

حسن نے قصیدے کے جلالی پیکر میں ایسے رنگ بھرے کہ بے اختیار واہ واہ کہنے کے مستحق ٹھہرے، میرے حوالے سے تمغہ امتیاز کا اعزاز لکھنے کے موقع پر جو تقریبات سرکاری و غیر سرکاری منعقد ہوئیں ان میں تواتر سے میں نے انہیں دیکھ کر پوچھا

''کیوں یار نیئر! وت ادبی دنیا ول پلٹ آیا ئیں'' کہنے لگا ''یاراناں محفلاچ تیری محبت چھک لیا یئے، کیونکہ مذہب دے حوالے نل تیری وڈیائی تے بھی دل بڑا اخش ہوندیئے'' تے دیکھو، اے سوانے ادبی دنیا ول پلٹنڑ ے والی کے گھل کیتیئے۔ جناب میں تا اس درتے جا بیٹھاں کہ ادب نے جس درسی جنم لیتا اے تے ہونڑ بھی اسی دردا خوشہ چینڑ''

مجھے فوراً ہی اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ واقعی یہ مادی دنیا میں مادی خیالات سے پروان چڑھنے والے ادب کو کل ادب کیوں سمجھ بیٹھا، نیئر حیدر ٹھیک ہی تو کہتا ہے، اب تو میں امیروں، بادشاہوں اور حاکموں کے قصیدے نہیں پڑھتا وہ تو مذہب کا ہو کر رہ گیا ہے، وہ تو حمد، نعت اور منقبت کہتا ہے، جو اس کا وسیلہ آخرت، اور ببانگ دہل اپنے عیقدے کا یوں اظہار کرتا ہے۔

علیؑ آقا علیؑ مولا ہے میرا
یہی ساغر یہی شیشہ ہے میرا
نجف کی خاک پر سجدہ ہے میرا
یہی مرنا، یہی جینا ہے میرا
یہی اصل و اصول زندگی ہے
خدا ہے، یا نبیؐ ہے، یا علیؑ ہے

کئی مرتبہ دل میں آیا کہ نیئر حیدر سے پوچھوں کہ میاں ولائے آل محمدؐ کے حوالے سے جو تبدیلی تم نے اپنے روزمرہ میں لائی ہے، اس کے فائدے اور نقصان کے بارے میں کچھ کہو، لیکن نیئر

حیدر کوئی چھپا دوستدار آل محمد نہیں تھا، اس کی ہر بات دنیا کو معلوم تھی، اس نے اپنے پرائے خاندان قبیلہ سب کچھ چھوڑا تھا، ایسے حالات میں اس سے کیا پوچھتا، بس سوال دل میں آتا اور پوچھتے پوچھتے رہ جاتا کہ بھائی پرانی دنیا چھوڑتے وقت تم پر کیا گزری یہاں تک کہ نیئر حیدر وفات پا گئے اور میرا سوال میرے دل میں ہی رہ گیا، ایک مدت کے بعد نیئر حیدر کا کلام میں دیکھ رہا تھا کہ برسوں کے دل میں چھپے ہوئے میرے سوال کا جواب نیئر حیدر کے ایک شعر میں مجھ کو مل گیا۔

جب سے اس راہ کو اپنایا ہے منزل کیلئے
سنگ برسے ہیں وہ ہم پہ کہ خدا جانتا ہے

اس شعر کے پڑھنے کے بعد مجھے اندازہ ہوا کہ نیئر حیدر کے بارے میں اس حوالے سے جو کچھ میں سوچتا تھا وہی کچھ ہوا۔ میں یہی توقع رکھتا تھا کہ اس لئے کہ ان حالات کو کچھ وہی لوگ سمجھتے ہیں جو ان منازل سے گزرے ہیں، اور اپنا سب اللہ کے نبی محمدؐ کے در کی غلامی اور مولا علیؑ کے در کی قمبری کا خواہاں بن گئے۔ نیئر حیدر ایسے ہی مولائی تھے، وہ ایسے غلامات در ولایت شاہ اولیاء تھے کہ ماتھا ٹیکتے ہی صرف اپنا ہی نہیں اپنی نسلوں کا بھی سودا کر دیا، آج جب ہم فدائے محمد و آل محمد نیئر حیدر کے فرزند کو اپنے والد کی طرح تنہا اپنے پورے قبیلے کے سامنے سینہ سپر دیکھتے ہیں کہ کہہ رہے ہیں، دنیا والو! نیئر حیدر مرے نہیں ان کے نقش قدم بہت سوں کی طرح مٹے نہیں وہ اپنے والد کے درس کی دہرائی ہجوم عام میں مجالس عزاء میں کرتے نظر آتے ہیں۔

علیؑ کے ماننے والے بلند و برتر ہیں
ہیں گرد راہ وفا ہم غلام قنبرؑ ہیں

ہمیں ہے فخر کہ ہم خاک پائے بو ذر ہیں
ہمیں کہ دشمن حیدرؑ کے دل پہ خنجر ہیں

نیئرؔ حیدر نے اثنائے عشری ہونے کے بعد غالب، مومن، داغ اور اقبال کی طرح زندگی نہیں گزاری بلکہ انیس و دبیر کی طرح یکطرفہ ہو گئے، وہ عشق رسولؐ میں مست اور ولائے علیؑ کے متوالے بنے، وہ خاتون قیامت کے حق کو ثابت کرنے والے اور غلام حسین ہو گئے۔ نیئرؔ نے اس دنیا میں آ کر شریعت اور طریقت دونوں کی بات کی ہے، جب صاحبان شریعت میں بیٹھتے تو کہا

سرخ رو زیر چرخ مینائی
تیرے بندے یہ تیرے مولائی
جن کی ہیبت ہے کفر پر چھائی
تیرے بندے علیؑ علیؑ حیدر
سر بلندے علیؑ علیؑ حیدر

اور جب طریقت والوں کا سامنا ہوتا تو دیکھتے ہی جھوم جھوم جاتے ہیں، ان کی آنکھوں میں چمک آ جاتی ہے جیسے ابھی ابھی جام ولاء پیا ہو، نعرہ مستانہ لگانے کے بعد سینہ تان کر مجلس عزاء کے ہجوم میں سینہ تان کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہاتھ لہرا لہرا کر اعلان کرتے۔

سن یہ قلندر کی صدا
حق حق علیؑ المرتضیٰؑ
مولا علیؑ، مشکل کشاؑ
مرد جری، شیرِ خداؑ

یسین و طہ ھل اتی
دست دست خدائے ذوالمنن
بازار کوچہ اور گلی
کہتا پھرے مست علیؑ
افضل علیؑ اعلیٰ علیؑ
دم دم علیؑ، مولا علیؑ
ہے جان من جاناں علیؑ
حب علیؑ ایمان من

نیئر حیدر کے کلام کے ساتھ ساتھ اس کے بے پناہ موثر انداز بیان کو دخل تھا، وہ جب پڑھتے تو پورے کا پورا مجمع لوٹ لیتے تھے، یہ ایک اتفاق ہے کہ ایام عزاء میں جن جن امامبارگاہوں میں بندہ پڑھتا ہے ان میں نیئر حیدر نہیں ہوتے تھے اس لئے کہ اسی وقت ان امامبارگاہوں میں بھی مجالس عزاء برپا ہوتی تھیں جہاں جا کر نیئر حیدر نے صلوت گوئی کرنی ہوتی تھی، زندگی کے آخری ایام میں ایک دن اچانک امامبارگاہ آغا سید علی جان الحسینی المعروف تہہ خانے والے امام بارگارہ میں آ گئے، میں نے بلایا، اپنے پاس بٹھایا، کہنے لگے، حیات میرے کچھ کام تھا وہ گھر پر نہیں تھے، لہذا یہاں مجلس عزاء کی آواز سنی تو آ گیا، ان دونوں ان کی ایک رباعی ایک خواب پر مبنی بڑی مشہور تھی، میں نے کہا اگرچہ جمعرات خوانی کہنی ہے اور اتنے لوگ بھی نہیں ہیں مگر آج اپنی خواب سنا دو اور جب میں منبر پر بیٹھا تو نیئر حیدر گویا ہوئے

اے حلقہ یاران من
پھر میں ہوں سرگرم سخن

گزری سر پر مجھ جو بسر
سن لو ذرا دل تھام کر
کل شب کا ہے یہ واقعہ
کل رات گزرا ماجرا
پھیلی ہوئی تھی چاندنی
مسکا رہی تھی ہر کلی
تھا مرمریں شب کا بدن
ایماں شکن توبہ شکن

اس نظم میں نیئر حیدر نے ایک خواب دیکھا، جسے مرحوم نے بڑے دلکش انداز میں رقم کیا، وہ مولائی ہونے کے حوالے سے بھی ایک خواب ہی کا ذکر کرتے تھے، مجھے ان کے کلام میں وہ نظم نظر میں آئی البتہ اس نظم میں بھی نیئر حیدر نے مولا علیؑ کے دربار میں حاضری دی ہے اور انہوں نے فرمائش کر کے ان سے کلام سنا ہے، نیئر حیدر اس خواب میں فرماتے ہیں کہ جب میں نے موجودہ ماحول کا ذکر کرتے ہوئے شکایت کی کہ یا مولا لوگ آل محمدؐ کے بارے میں بڑی گستاخی کرتے ہیں اور وہ حق نہیں مانتے جو آپ سے ہم تک پہنچا ہے، تو انہوں نے فرمایا

فرمایا یہ فتوے غلط
ان کے سبھی دعوے غلط
یہ سب غلط سارے غلط
یہ بغض کے مارے غلط

میں ہوں گواہ پیہم گواہ
پیہم گواہ دم دم گواہ
قرآں گواہ، فرقاں گواہ
پیغمبرؐ ذیشاں گواہ
جو میری الفت میں جیئے
جو میری الفت میں مرے
وہ کفر سے آزاد ہے

نیئر حیدر کی اور میری یہ آخری ملاقات تھی، اس مجلس عزاء کے بعد وہ کچھ عرصہ رہے اور پھر یہ مداح محمدؐ وآل محمدؐ اور غلام حسین علیہ السلام نیئر حیدر اس دنیا سے رخصت ہ گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

پچھلے دنوں نیئر حیدر کے فرزند افضال حیدر آئے، ہاتھ میں کچھ فوٹو سٹیٹ کی کاپیاں تھامے ہوئے کہنے لگے چچا میں حاضر ہوا ہوں کہ بابا کے کلام کو شائع کرنا چاہتا ہوں، میں ان کے کچھ قصیدے بھی لایا ہوں، میں نے اس کے اس فعل کو سراہا کہ باپ کے نام کو زندہ کرنا چاہتا ہے، آج کل ہمارے معاشرے میں ایسے نیک بخت لوگ بہت ہی کم سننے میں آتے ہیں، کہنے لگے آپ نے میری حوصلہ افزائی فرمائی ہے جس کیلئے شکریہ لیکن ایک کام آپ کو کرنا ہوگا کہ اس کتاب کیلئے دیباچے کے طور پر کچھ لکھ دیجئے، باوجود علالت کے میں نے حامی بھر لی کہ قومی وملی خدمات کا تقاضا تھا۔

میں نے سالوں نیئر حیدر مرحوم کی زبانی مجالس عزاء میں ان کا کلام سنا ہوا ہے لیکن اس کے

باوجود میں نے ان کے فرمودات میں حمد ونعت اور منقبتیں دیکھیں، وقت کی کمی اور اپنی علالت کی وجہ سے میں ان کا پورا کلام نہ دیکھ سکا اسی لئے میں حمد ونعت ومنقبت تک ہی محدود رہا، ہاں البتہ ان سے ہٹ کر ادبی محفلوں کی یاد بھی ایک آدھ غزل کا حوالہ دے کر یہ بارگراں انجام دیا لیکن پھر بھی کہتا وہ کہ نیئر حیدر مرحوم کی مذہبی خدمات کا اس کام سے بڑھ کر تقاضا ہے،قوم کے جوانوں کو خاص طور پر ایسے مرد صالح کی خدمات کو ادبی اور مذہبی اجتماعات کر کے زندہ رکھنا نہایت ضروری ہے کہ نیئر حیدر مرحوم کی تمام تر زندگی محبت محمدؐ و آل محمدؐ سے عبارت ہے، میں سمجھتا ہوں جب سے ہم نے اپنے قومی محسنوں کو یاد کرنا چھوڑا ہے ہم میں عزاداری کی روح بھی کمزور ہوتی جارہی ہے،اب تو یہ ضروری ہو چکا ہے کہ ہم نقوش قدم ہائے فروغ حب علی علیہ السلام اورفروغ عزاداری امام حسین علیہ السلام کے حوالے سے جن بزرگوں نے جو جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں انہیں زندہ رکھیں انکی یادیں تازہ کریں نئی نسل کو یہ بتائیں کہ قوم کو زندہ رکھنے کیلئے ہمیں کیا کیا کچھ کرنا ہوگا، بصورت دیگر بے خبر لوگوں کو تو کوئی بھی اپنی خبر بنا کر بہلا پھسلا سکتا ہے۔ وقت کے یزید وشمر اس تاک میں ہیں کہ عزاداری کو دنیا سے یکسر ختم کردیں، ایسی شخصیات کے حالات وواقعات نوجوان نسل کیلئے پیغام جاویدانی ثابت ہوسکتا ہے قوم کے بزرگوں پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کریں، وہ قوم جو رمضان علی رمضو، احمد علی سائیں، شیر شاہ سیفی، سبوری شاہ خادم، ملک ناصر علی خان ناصر، اخونزادہ قمر علی سرحدی جعفری، سید امانت علی، سید ضیاء جعفری، سید مبارک حسین عامر، نظیر کربلائی، ملک نوازش علی، سید اختر جعفری، رضا ہمدانی، فارغ بخاری، جوہر میر جیسے لوگ ماضی میں پیدا کرتی رہی ہے آج اس کا دامن دو

ایک شاعر و دانشوروں کے علاوہ خالی نظر آتا ہے، جس کیلئے جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔

یہ غالباً1980ء کی بات ہے کہ قوم کے نوجوانوں نے کہ جن میں میر برات علی پیش پیش تھے ملک باقر علی خان کے دولت کدے آسیا میں قوم کے شعراء اور دانشوروں کی ایک نشست کروائی اور اس میں میر برات علی نے ہی قوم کے دانشوروں کے آگے یہ رونا رویا کہ قومی طور پر ہماری کوئی ایسی ادبی و مذہبی نشست نہیں ہے کہ جن میں قومی شعراء و دانشور ہر ماہ اکٹھے ہوں اور قوم کے نوجوان ان کے خیالات و افکار سے مستفیظ ہو کر نوحہ خوانی، مرثیہ خوانی کیلئے نئی کھیپ بھی تیار ہو اور قوم کا دامن شعراء و ادباء اور دانشوروں سے بھی خالی نہ ہو، اب مجھے یاد نہیں پڑتا کہ اس میں نیئر حیدر شریک تھے۔ مرحوم رضا ہمدانی، مرحوم جوہر میر، فضل رحمان عالم اور دیگر سخنوروں کے ساتھ اس اکٹھ میں بندہ بھی حاضر تھا۔ اس اجلاس میں مرحوم ملک نوازش علی خان نے ایک شکوہ بھی کیا تھا کہ صلوۃ گو اور نوحہ خوان حضرات عام طور پر کلام غلط چھاپتے ہیں اور نامناسب ادائیگی سے کلام کے معنی تک بدل جاتے ہیں ایسی نشستیں ان لوگوں کیلئے بھی مفید ہو سکتی ہیں جنہیں عزاداری سید الشہداء میں حصہ لینے کا شوق ہوگا کہ وہ اپنی تصحیح کیلئے ایسی ادبی اور مذہبی نشستوں میں شامل ہوں گے، یہ پہلا اجلاس تو بڑے زور و شور سے ہوا لیکن پھر دوسرا اجلاس آج تک نہ بلایا گیا حالانکہ قومی شعراء و ادباء نے اپنے مکمل تعاون کا یقین بھی دلایا تھا۔

ہم اب بھی قوم کے اداروں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ بھی اس حوالے سے آگے بڑھیں، تاکہ قوم کے نوجوانوں کی ذہنی بالیدگی، اخلاقی تربیت اور شعر و سخن سے لگاؤ کا کوئی

سامان پیدا ہو کہ یہ ہماری قوم کا المیہ ہے، ماضی کی ادبی وعلمی تاریخ کی اگر ورق گردانی کی جائے تو پشاور کے ادبی افق پر ہماری قوم کا ہی ستارہ چمکتا نظر آتا ہے، ادبیات سرحد میں پوری ایک صدی کی تاریخ کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے اس لئے تو ایک صدی تک کوچہ رسالدار تک پشاور کا علمی ادبی اور ثقافتی مرکز رہا ہے اور یہی وجہ تھی کہ ماضی قریب تک ہمارے ہاں شاعر ادبی ذاکر، نوحہ خواں اور صلوت گو حضرات کی کمی نہیں تھی، لیکن آج ایسا نہیں ہے۔ پرانے لوگ اٹھتے جا رہے ہیں اور نئے لوگوں میں اتنا دم خم نہیں کہ ان کی نشستوں کو بطریق احسن سنبھالیں، خانہ پری کی اور بات ہے یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ بزرگوں اور قومی اداروں نے ایک عرصے سے نئی نسل کی علمی ادبی ثقافتی اور خاص طور پر تاریخی سرپرستی چھوڑ رکھی ہے، ہم اسی لئے تو اسے المیہ کہتے ہیں اور اگر یہی حالت رہی تو پھر آئیں گے غسال لندن سے کفن جاپان سے، ہم دعا کرتے ہیں کہ ہمارا نیئر حیدر کی کتاب میں لکھا ہوا دیباچہ ایک تحریک کی صورت اختیار کرے اور قوم کا دل میں درد رکھنے والے حضرات اس بات پر سنجیدگی سے سوچیں اور اس امر کا کوئی ٹھوس حل نکالیں کہ ہم اس حوالے سے بہت بڑے اور شدید بحران کا شکار ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے فدا محمد نیئر حیدر مرحوم ہمارا آخری قومی شاعر تھا جو اب ہم میں نہیں رہا۔ مگر مجھے یقین ہے کہ وہ اس دنیا میں مولائے کائنات کے حضور اپنے قصیدے سنا رہا ہوگا اور بار بار یہی کہتا ہوگا۔

تیری چوکھٹ ہے میرا سر ہے شاہا
میری سوچوں کا تو محور ہے شاہا
فزوں تجھ سے میرا جوہر ہے شاہا

قصیدہ لے کر یہ حاضر ہے شاہا
تیرے قدموں میں جس کی شاعری ہے
میرے مولاؑ یہ نیئرؔ حیدری ہے

واسلام

ذاکراہلبیت اخونزادہ مختار علی نیئرؔ (تمغہ اِمتیاز)

اخون قلعہ محلہ اسلام آباد، نشتر آباد پشاور شہر

ش شوکت

میرے لئے یہ بات حیرت بھری خوشی کا باعث ہے کہ میرے محبوب دوست مرحوم و مغفور فدا محمد نیئر حیدر کے شاہکار قلم پارے ان کی آنکھوں کے تارے ان کے بہت ہی پیارے لخت جگر افضال حیدر بڑے خلوص اور سعادت مندی سے جمع کر کے منظر عام پر لا رہے ہیں۔

محب اہلبیت اطہارؑ جناب فدا محمد نیئر حیدر میرے ایک عظیم دوست ہی نہیں بڑے بڑے محسن بھی تھے، جب وہ لائبریری اینڈ انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ پشاور یونیورسٹی میں چیئرمین کے منصب پر جلوہ افروز تھے تو میں اس ڈیپارٹمنٹ سال دوم کا طالبعلم تھا، لائبریری سائنس میں ڈپلوما تو میں نے پہلے ہی کر چکا تھا لیکن ماسٹر کی ڈگری کا خواب ابھی تشنۂ تکمیل تھا، ''قسمت میں ہوا تو حاصل کر لوں گا ماسٹر کی ڈگری'' یہ سوچ کر میرے اندر کا تساہل پسند شوکت دنیا کی گہما گہمی میں کھو گیا اور پھر ایک دن یوں ہوا کہ جناب نیئر حیدر کی گونجدار آواز نے گلی کی نکڑ سے مجھے مخاطب کیا۔ نیئر صاحب جب بھی راقم السطور سے ملاقات کی غرض سے اس کے غریب خانے آتے تو گلی کی نکڑ سے اپنے مخصوص لب و لہجے میں با آواز بلند پکارتے ''شوکت صاحب'' ان کی آواز سن کر پوری گلی کے لوگ چونک اٹھتے۔ آج بھی انہوں نے ایسی ہی گونجدار آواز میں مجھے مخاطب کیا، میں آواز سن کر اپنے آبائی مکان کی سیڑھیاں عبور کر کے مکان کے صدر دروازے تک پہنچا، تو دیکھا کہ لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس پشاور یونیورسٹی کے چیئرمین میرے دروازے پر کھڑے مجھے نہایت سست کہہ کر میرے ہاتھ میں ڈیپارٹمنٹ کا داخلہ فارم تھما کر کہہ رہے ہیں، داخلے شروع ون، اس فارم تے دستخط کر، داخلہ لے تے اپڑی لائبریری سائنس دی تعلیم مکمل کر''

لوگ جس ادارے میں داخلہ لینے کیلئے جانے کتنے جتن کرتے ہیں، کتنے پاپڑ بیلتے ہیں، ان کا چیئرمین خود آ کر مجھے ڈیپارٹمنٹ میں داخلے کی اس بے تکلفانہ انداز سے آفر کرے۔ یہ میری خوش قسمتی نہیں تھی تو اور کیا تھا، ان کے ساتھ دوستی کا نبھاہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز تھا لیکن لائبریری سائنس کا طالبعلم بننے کے بعد وہ میرے دوست نہیں رہے استاد بھی بن گئے، کلاس کے دوران ان کے رویئے میں کلاس کے دیگر طلباء کی وجہ سے استادانہ شان پیدا ہوگئی اور یوں مجھے ایک تقریب کے دوران ان کے بارے میں کہنا پڑا کہ انہوں نے مجھے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں داخلہ دے کر میرے خلاف سازش کی ہے وہ میرے بہت پیارے دوست ہیں لیکن انہوں نے دوستی کے اس عظیم رشتے کو استاد اور شاگردوں کے رشتے میں تبدیل کر کے اچھا نہیں کیا لیکن میری اس بات کے جواب میں انہوں نے جو جملہ ادا کیا وہ مجھے زندگی بھر یاد رہے گا، فرمانے لگے کہ ''دوستی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی رشتہ نہیں اور یہ کہ اللہ کرے ہمارے استاد بھی ہمارے دوست ثابت ہوں''۔

جناب فدا محمد نیئر حیدر کی دوستی کا دم بھرنے والا اکیلا میں نہیں، ان کے دوستوں کا ایک وسیع و عریض حلقہ تھا اور اس حلقے میں وہ ہر وقت یوں گھرے رہتے تھے، جیسے ستاروں کے جھرمٹ میں چاند نظر آتا ہے، وہ صاحب ذوق تھے اور اہل ذوق کو دل و جان سے چاہتے تھے، محبتیں کرنا اور محبتیں بانٹنا ان کا مرغوب ترین مشغلہ تھا اور محبتوں کی یہ روشنیاں ان کو جس خانوادے سے حاصل ہوئی تھیں، اس کے در سے علم و عرفان کے خزینوں کی خیرات ملتی ہے وہ مدینۃ العلم کے دروازے کے خوشہ چین تھے، انہوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور امام عالی مقامؑ کے در سے جو فیضان حاصل کیا، اس کی روشنی کو عام کرنا ان کی زندگی کا ایک اہم مشن تھا، وہ عشرہ

محرم الحرام کے دوران ماتمی لباس زیب تن کئے برہنہ پا امام بارگاہوں میں حب اہلبیت اطہار کے تقاضے پورے کرتے نظر آتے ، امام عالی مقام کی مجلسوں میں اپنی خداداد بلند آواز سے امام عالی مقام علیہ السلام اور مظلومین کرب و بلا کی شان میں رباعیاں اور قصیدے پڑھنا ان کا طرہ امتیاز تھا، شنید ہے کہ آج کل یہ مقدس فریضہ ان کے فرزندار جمند برخوردارم افضال نیدر بصد حسن وخوبی انجام دے کر اپنے والد بزرگوار کی روح کو ایصال ثواب کر رہے ہیں۔

جب فدا محمد نیئر حیدر سے ملاقات کی غرض سے ان کے در دولت پر جانے کا اتفاق ہوتا تو وہ اپنے پیارے اور منے سے افضال کا وہ کتب خانہ بھی دکھاتے ، جسے اس نے والد بزرگوار کی ہدایت کے مطابق بڑے سلیقے سے ترتیب دیا تھا، گویا فضال کا مزاج بچپن ہی سے کتاب خانے کی جانب مائل تھا۔ آج بھی وہ اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پر چلتے ہوئے پشاور یونیورسٹی کے لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس ڈیپارٹمنٹ کا طالبعلم ہے اور ان ساری باتوں سے افضل ترین بات یہ ہے کہ وہ اپنے ابو کی شاعری کے وہ شاہکار اکٹھے کر کے انہیں کتابی صورت میں شائع کرنے کی نیک سعی کر رہا ہے، جس سے نہ صرف ہمارے مرحوم دوست استاد کی روح کو تسکین ملے گی بلکہ یہ ان کیلئے توشہ آخرت بھی ثابت ہوگی۔

جناب فدا محمد نیئر حیدر کی شاعری کا محور، سبط رسولؐ، جگر گوشہ بتول، مظلوم کرب و بلا، امام عالی مقام کا خانوادہ ہے جناب نیئر حیدر ہر لحظہ ہر آن امام عالی مقام کو سلام پیش کرتے نظر آتے ہیں۔

وفا کا گلستان حسینؑ
خلوص کا جہان حسینؑ
امیر انس و جان حسینؑ

امام دو جہان حسینؑ
ہے حق کا ترجمان حسینؑ
خدا کا راز دان حسینؑ

نیئرؔ حیدر کی خمریات میں ساقی کوثر کے نواسے کے خانوادے کی بے پناہ محبت کی شراب معرفت کا تذکرہ جگہ جگہ ملتا ہے۔

ساقی مے خانہ دیکھ، مستی سروسمن
سبزہ نورستہ سے، مست ہے صحن چمن

تندی مے کی قسم،میں تیرا صہبا پرست
قلزم خاموش ہوں، رند بلانوش ہوں

نہ جنتوں کی پرواہ، نہ فکر دوزخ کی
علیؑ کے مست ہیں، سود وزیاں سے گزرے ہیں

ہم نے عکس اللہ کا دیکھا نجف کے جام میں
ہو جو اللہ کی طلب ساغر یہ پینا چاہیئے

سرمد ہو کہ منصور، خدا تک نہیں پہنچے
شبیرؑ کے پردے میں، خدا بول رہا ہے

اور خاص کر

مئے حب علیؑ کی کرنیں ہیں
میرے شیشے میں مہتاب نہیں

جناب فدا محمد نیئر حیدر کی شاعری میں عشق مجازی کے پردے میں بھی حب اہلبیت اطہار کے درخشاں پہلو نظر آتے ہیں، وہ پیارا اور محبت کی دولت کو عام کرنے والی بہت پیاری اور عظیم شخصیت کے مالک تھے،وہ مسلمان اور مومن ہونے کا دعوی کرنے سے پہلے اپنے آپ کو ایک اچھا انسان ثابت کرنے کی کوشش میں مگن رہتے ،انسانیت کے غم کو اپنا غم سمجھنا اور ہر دکھ کو اپنے دل پر لینے کی ادا نے انہیں عارضہ قلب میں مبتلا کر دیا اور یہی عارضہ ان کیلئے داعی اجل کو لبیک کہنے کا باعث بنا،مگر نہیں، وہ تو زندہ ہیں اور رہتی دنیا تک زندہ وتابندہ رہینگے۔

ش۔شوکت
لائبریرین
گورنمنٹ لائبریری تحصیل گور گھٹڑی پشاور

حمد باری تعالیٰ

کارگر کردگار سب کا ہے
تو کہ پروردگار سب کا ہے

سب پہ بے حد کریم ہے یا رب
تو غفور الرحیم ہے یا رب

تو کہ ہے لم یزل خدائے قدیر
ذرے ذرے میں ہے تیری تنویر

لا مکاں ہو کہ ہو مکاں یا رب
تو ہی ظاہر تو ہی نہاں یا رب

رحم کا بحر بیکراں ہے تو
اپنے بندوں پہ مہرباں ہے تو

یہ دعا ہے خدائے لم یزلی
ہو شگفتہ ہر ایک دل کی کلی

یہ جو دن رات محو خدمت ہے
یہ ٹرسٹ قوم کی امانت ہے

تازہ اس کا جنوں رہے یا رب
یہ ادارہ فزوں رہے یا رب

مثل باد مراد ہو یا رب
اس کا ہر رکن شاد ہو یا رب

ہو ادارہ سدا فلک آسا
نیئر حیدری کی ہے یہ دعا

1993ء (حیدریہ ٹرسٹ پشاور)

نعت

شہ یثرب کی نظر ہوتی ہے
پھر شب غم کی سحر ہوتی ہے
شب غم جس سے سحر ہوتی ہے
میرے آقاؐ کی نظر ہوتی ہے

زندگی کیوں نہ ہو تاباں میری
یاد میں ان کے بسر ہوتی ہے
شوق بے تاب مدینے کیلئے
آرزو پھر کے شرر ہوتی ہے

تجھ سے دوری میری سرکارؐ میری
باعث زخم جگر ہوتی ہے
جس پہ کرتے ہیں فرشتے سجدے
وہ تیری راہ گزر ہوتی ہے

زندگی خواب مدینہ لے کر
پھر سے سرگرم سفر ہوتی ہے
تو وہ سرکارؐ کہ ہر دم تیری
میری حالت پہ نظر ہوتی ہے

بندگی جب ہو تیرے نام کے ساتھ
بندگی تب ہی ثمر ہوتی ہے
شہر طیبہ کی مدینے کی گلی
رشک صد شمس و قمر ہوتی ہے
یاد طیبہ و نجف کرب و بلا
ان ہی یادوں پہ بسر ہوتی ہے
میں تونگر ہوں کہ نیئر حیدر
ان کے ٹکڑوں پہ گزر ہوتی ہے
(21جولائی1994ء)

مصطفیٰؐ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

خاتم الانبیاء احمد مجتبیٰؐ
سرور سروراں، شاہ ہر دو سرا
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

عرش اور فرش پر تری رعنایاں
ذرے ذرے پہ تری گل افشانیاں
تیرے حسن شرافت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

ذات تیری کہ نور علیٰ نور ہے
ظلمتوں کا جہاں تجھ سے کافور ہے
اس حسیں پیاری صورت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جان رحمت پر لاکھوں سلام

جس کو یسین و طہٰ مزمل کہیں
جس کو قرآن کہ انسان کامل کہیں
ایسی تخلیق قدرت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

تو ہی فرقان ہے، تو ہی قرآن ہے
عشق تیرا میرا دین و ایمان ہے
تیری شان رسالت پر لاکھوں سلام
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

سیدہ بنت خیر الوریٰؑ پہ سلام
سب کا مولا علیؑ مرتضیٰ پہ سلام
ابن حیدر حسن مجتبیٰ پہ سلام
اور حسینؑ شہ کربلا پہ سلام
اہلبیتؑ نبوت پہ لاکھوں سلام
مصطفے جان رحمت پہ لاکھوں سلام

عرض تجھ سے ہے، شاہ امم یا نبیؐ
ہم ہیں حاضر لئے، چشم نم یا نبیؐ
تیرے شبیرؑ کا لے کے غم یا نبیؐ
ہم پہ ہو، اک نگاہ کرم یا نبیؐ
یا نبیؐ تیری عترت پہ لاکھوں سلام
مصطفے جان رحمت پہ لاکھوں سلام

موج طوفاں میں کشتی کنارے لگی
جب کہا یا نبیؐ، ہر بلا ٹل گئی
جان و دل سے کہے نیئرؔ حیدری
سب سے بالا و برتر ہمارا نبیؐ
یا نبیؐ تیری عظمت پہ لاکھوں سلام
مصطفے جان رحمت پہ لاکھوں سلام

(جمعتہ المبارک، 14 ربیع الثانی 1414ھ بمطابق یکم اکتوبر 1993ء)

’’بعثت رسول سے پہلے اور بعد‘‘

آدمی کی آبرو نہ آدمیت کا مقام
جہل کی تاریکیوں میں غرق تھا عالم تمام
ان گنت صدیوں سے تھی انسانیت خوار و زبوں
ہر طرف پھیلا ہوا ظلمت شب کا فسوں
ہر طرف مجبوریاں، محکومیاں، رسوائیاں
اڑ رہی تھیں چار سو انسانیت کی دھجیاں
دخترِ حوا کو زندہ دفن کرنے کیلئے
مستعد آدم کے بیٹے تھے گڑھے کھودے ہوئے
نخوتوں کے تخت پر بیٹھے عرب کے سورما
تنتناتے ظلم کے پیکر عجم کے رہنما
ہر طرف پھیلا ہوا تھا پنجہ لات و منات
اُوج پر تھا شش جہت میں کاروبار سومنات
جذبہ ایثار و خدمت اِک خیالِ خام تھا
قصہ پارینہ تھا مہر و وفا کا تذکرہ
رحمتِ حق سے مگر یہ حال کب دیکھا گیا
دیکھتے ہی دیکھتے رحمت کا اِک بادل اٹھا

وادی فاراں کا ذرہ ذرہ مسکانے لگا
دہر کا پژمردہ چہرہ زندگی پانے لگا
بن گئی مہر منور شمع غار حرا
جس کی تابانی سے روشن ہو گئے ارض و سماں

فصل گل پہلو میں لائی ساتھ اک در یتیم
باغ ہستی میں چلی پھر جھوم کر باد نسیم
نفرتوں کے بت گرے، انسان گلے ملنے لگے
دامن انسانیت کے چاک پھر سلنے لگے

بے نواؤں، بے کسوں کا حامی وناصر رسولؐ
درد مندوں کی دعاؤں کیلئے باب قبول
حمزہؓ و جعفرؓ تھے جس کی شان و شوکت کی مثال
بوذرؓ و سلمانؓ تھے جس کے حسن و سیرت کے کمال

جس کی شان بے نیازی کا نظارہ ابوالحسنؑ
جس کی قوت کا کرشمہ حیدر خیبر شکن
جس نے بخشی آدمیت کو رِدائے پنجتنؑ
جلوہ کردار جس کا ہے حسینؑ بانکپن

راہ تسلیم و رضا جس نے دیا پہلا سبق
خار زار کربلا جس کے عمل کا اک ورق

ثبت ہے ہر بت کدے پر جس کی ضرب کامیاب
جس کی ضوپاشی سے ہے باطل کا چہرہ آب آب
جس کا ہر نقش قدم اک عزم و ہمت کی کتاب
جس کا نعرہ انقلاب و انقلاب و انقلاب
جو گناہگاروں، خطاکاروں پہ رحمت کا سحاب
جو ہے داغ معصیت پہ زمزم و عطر و گلاب
ہم گناہگاروں کو ہے وجہ تسلی جس کی ذات
قبضہ قدرت میں ہے جس کے ہماری کائنات
حیدر نیئر کہاں کا فکر، کیسا رنج و غم
رند کب مایوس ہیں جب واہ ہو یہ باب کرم
(9اپریل1976ء)

''ایمان ابوطالبؑ''

تجھے شک کیوں ہے ناداں بہ ایمان ابوطالبؑ
ہے ایمان جس پہ خود نازاں یہ ہے شان ابوطالبؑ
ہوا اسلام پہ کیا کم یہ احسان ابوطالبؑ
رسول اللہ پلے ہیں زیر دامان ابوطالبؑ
خدیجہؓ اور پیغمبرؐ نکاح خواں ہیں ابوطالبؑ
مسلماں ہی نہیں رشکِ مسلماں ہیں ابوطالبؑ
ہر اک منزل پہ حق کے جادۂ پیماں ہیں ابوطالبؑ
پیمبر کے مقاصد کے نگہباں ہیں ابوطالبؑ
مثالِ موسیٰؑ و عمرانؑ، کہ عمراں ہیں ابوطالبؑ
کہ جس کی آل خود تفسیرِ قرآں ہیں ابوطالبؑ
قیامت تک مہکتا ہے گلستانِ ابوطالبؑ
علیؑ سے تا بہ مہدیؑ جاوداں شان ابوطالبؑ
رئیسِ وادی بطحا رسول اللہؐ کا ناصر
وہ ناصر جس نے نصرت کی سدا سینہ سپر ہوکر
پیمبرؐ خود کو نازاں ہیں ابوطالبؑ کی جرات پر
سلام ہم کیوں نہ بھیجیں ان کی جرات ان کی ہمت پر

ڈٹے کوہِ گراں بن کر پیمبرؐ کی نیابت پر
نہ حرف آئے قیامت تک کبھی اِن کی صداقت پر

وہ گھاٹی، بندش آب و غذا، شعبِ ابی طالبؑ
ابوطالبؑ کے ایمان پر گواہ شعبِ ابی طالبؑ

گلستانِ ابوطالبؑ چمن زادِ ابوطالبؑ
کہ آئی کربلا میں کام اولادِ ابوطالبؑ

ہوا ہے صائم چشتی پہ فیضان ابوطالبؑ
کتابِ مستند ان کی ہے ایمانِ ابوطالبؑ

دل وجاں نیرؔ حیدر ہیں قربان ابوطالبؑ
خدا کا شکر ہے ہم ہیں محبان ابوطالبؑ

(1993ء، نشتر ہال پشاور)

''صراطِ حق''

وہ ایک رات کہ تھی نیند مجھ سے روٹھی ہوئی
ہر ایک سمت پژمردگی سی چھائی ہوئی
میں گہری فکر کے گرداب میں تھا پھنسا ہوا
تمام رات پریشانیوں میں ڈوبا ہوا
نہ کوئی ساتھ نہ ساتھی نہ کوئی ہمدم تھا
ہر ایک سمت کہ تنہائیوں کا عالم تھا
میں سوچتا تھا کہ یہ زندگی عذاب ہے کیوں
یہ زندگی کہ ہے نعمت مگر خراب ہے کیوں
میں سوچتا تھا اچانک کہ اک کرن پھوٹی
میرے خیال کے آنگن میں چاندنی پھیلی
سحر کا وقت تھا ہاتف نے دی صدا مجھ کو
بڑھا کے ہاتھ پلائی مئے ولا مجھ کو
ابھی یہ حلق سے اتری کہ انقلاب آیا
میرے سوال کا خودعرش سے جواب آیا
علیؑ کے عشق میں غلطاں ہو زندگی ہے وہی
نجف کی خاک پہ سجدے ہوں بندگی ہے وہی
ہزار شکر شبِ تار کی سحر آئی
علیؑ کے دم سے ملی زندگی کو رعنائی
خدا کا بندہ ملا مجھ کو بوتراب ملا

تلاش جس کی تھی وہ حق کا انتخاب ملا
علیؑ سے کعبہ ملا کعبے سے اِمام ملا
علیؑ کے ہاتھ خدائی کا اِنتظام ملا

علیؑ علیؑ ہے علیؑ رازِ دارِ اللہ
علیؑ امام علیؑ حق علیؑ ولی اللہ

صراط حق ہے علیؑ، حق کا راستہ ہے علیؑ
جمالِ حسنِ محمدؐ کا آئینہ ہے علیؑ

وہ فلسفی کہ محمدؐ کا جسم و جاں ہے علیؑ
جہاں جہاں ہے محمدؐ وہاں وہاں ہے علیؑ

وہ نور جس سے کہ ہے نور شش جہات علیؑ
علیؑ حیات علیؑ مقصدِ حیات علیؑ

یہی نہیں کہ ہے مولائے کائنات علیؑ
خدا کا جس پہ گماں ہو اک یہی ذات علیؑ

پکارتے ہیں بصد ناز آسمان و زمیں
علیؑ علیؑ ہے، علیؑ جیسا اور کوئی نہیں

پیام دے یہ زمانے کو نیئر حیدر
علیؑ کے ذکر سے ملتا ہے بندگی کا ثمر

ہے میری فکر کا محور علیؑ علیؑ مولا
پکار نیئر حیدر علیؑ علیؑ مولا

خوابِ ولاء

اے حلقہ یاران من!
پھر میں ہوں سرگرم سخن
گزری جو مجھ پہ سر بسر
سن لو ذرا دل تھام کر

کل شب کا یہ واقعہ
کل رات گزرا ماجرا
پھیلی ہوئی تھی چاندنی
مُسکا رہی تھی ہر کلی

تھا مرمریں شب کا بدن
ایماں شکن تو بہ شکن
پیمانۂ ہستی لئے
ہر شاخِ گل مستی لئے

ماحول سب شفاف تھا
نفرت سے سینہ صاف تھا
بوتل میں رقصاں تھی پری
موج طرب تھی زندگی

اس عالم خوش رنگ میں
اس کیف خوش آہنگ میں
جبرئیلؑ بھی دمساز تھا

میں مائل پرواز تھا

پرواز فکر نغمہ گیں

لائی سر عرش بریں

دیکھا سر عرش بریں

منظر ہر اک تھا دلنشیں

پہنچا در جنت پہ جب

رضواں کھڑا تھا با ادب

دروازہ جنت کھلا

وہ باب صد رحمت کھلا

حوریں لئے ہاتھوں میں دف

غلماں کھڑے تھے صف بہ صف

آیا نظر دیکھا جدھر

منظر تمامی خوش نظر

بیٹھے ہوئے سب انبیاء

مسند پہ تھے خیر الوراء

آدمؑ صفی اللہ بھی تھے

اور نوحؑ نجی اللہ بھی تھے

حضرت خلیل اللہ بھی تھے

یعقوبؑ بھی یحییٰؑ تھے

موسیٰؑ بھی تھے ہارونؑ بھی

عیسیٰؑ بھی تھے شمعون بھی
سب انبیاء تھے جلوہ گر
پر نور تھے سب بام و در
دیکھا قریب مصطفیٰﷺ
تھے جلوہ گر شیر خدا
وہ نائب ختم الرسل
مولا علیؑ مولائے کل
وہ ناصرِ کل انبیاء
یعنی اِمام لاتقیاء
مولاؑ نے جب دیکھا مجھے
فرمایا اے بندے میرے
اے خوگرِ ساز ولاء
ہاں نیرؔ حیدر سنا
تازہ قصیدہ ہے کوئی
چھیڑو تو نغمہ ہے کوئی
میں سر جھکائے با ادب
اور پیش سلطان عرب
مجرا کیا سرکار کو
لب کھل گئے اظہار کو
پھر شوق کے جوہر کھلے

شعر و سخن کے پر کھلے
کچھ مثنوی کا رنگ تھا
اور شمس کا آہنگ تھا
میں نے کہا مولا میرے
آقا میرے مولا میرے
تو افتخارِ ہر نبی
تو افتخارِ ہر ولی
قاضی و شیخ و محتسب
دارند بہ دل بغض علیؑ
ہر سہ شدند ازریں بریں
اللہ و مولانا علیؑ
تو لو تو انما کشف
مہر و شہنشاہ نجف
تو دین و دنیا یا علیؑ
مولا علیؑ واہ واہ علیؑ
تو جان من جانانِ من
تو طرہِ ایمان من
پھر عرض کی اے مرتضیٰؑ
اک التجا سن لے ذرا
مشکل پڑی ہے قوم پر

اس کا علاج اے چارہ گر
کچھ شر کے بانی خیرّہ سر
فتوؤں کے دفتر کھول کر
فتوے ہیں ہم پر کفر کے
مشکل میں ہیں بندے تیرے
دیکھا سوئے خیر الوریٰ
پھر مسکرائے مرتضیٰؑ
فرمایا یہ فتوے غلط
ان کے سبھی دعوے غلط
یہ سب غلط سارے غلط
یہ بغض کے مارے غلط
میں ہوں گواہ پیہم گواہ
پیہم گواہ دم دم گواہ
قرآں گواہ فرقاں گواہ
پیغمبر ذیشاں گواہ
جو میری الفت میں جیے
جو میری الفت میں مرے
وہ کفر سے آزاد ہے
وہ قوم زندہ باد ہے

(جولائی 1990ء)

تلاشِ حق

تجسّس نے پھرایا جہاں جہاں مجھ کو
تسلیاں نہ ملی ہیں مجھے وہاں وہاں مجھ کو

میں شہر شہر پھرا ہوں، فضائے عالم میں
میں کریہ کریہ گیا، جستجوئے پیہم میں

تلاش حق میں مگر میری تشنگی نہ بجھی
خدا نما جسے کہیے وہ بندگی نہ ملی

بھٹک چکا تھا میں رہبانیت کی راہوں میں
ملا سکون نہ بدھ مت کی خانقاہوں میں

میری طلب کہ بنارس کے مندروں میں گئی
ہر ایک بت سے وہاں نفرتوں کی بو آئی

علاج دل مجھے رامانیوں میں مل نہ سکا
کسی بھی وید سے اس دل کا چاک سل نہ سکا

کلیساؤں میں دیکھے صلیب کندھوں پر
وہاں جمُود تھا، اور اوس تھی امنگوں پر

نشاطِ روح گرونانک کے پنتھ میں نہ پلی
گرنتھ پڑھ کے بھی دیکھا، کلی نہ دل کی کھلی

صراطِ حق کی طلب میں کہاں کہاں نہ گیا

سکونِ قلب نہ کعبے نہ بت کدے میں ملا

میں کارل مارکس کے پنجے میں دہریہ بن کر
مدتوں رہا خدا کے وجود کا منکر
اسی طرح سے میں ایک عمر خوار راز رہا
میرا وجود میرے ذہن و دل پہ بار رہا
پھر ایک رات کہ عرفاں و آگہی کے سبب
ملی وہ منزل حق، مدتوں تھی جس کی طلب
ہوائے رحمت حق، دل کے گلستاں میں چلی
سحر ہوئی تو میری کائنات بدلی تھی
رواں بہ جادہ سلمان و بوذری ہوجا
اسیر حلقہ گیسوئے قنبری ہو جا
فرشتے جس پہ ہوں نازاں وہ آدمی ہوجا
ندا یہ غیب سے آئی، کہ جعفریؑ ہو جا
علیؑ کے عشق میں خاکِ در علیؑ ہو جا
تلاش حق کی اگر ہے تو حیدری ہو جا
خدا کا ذکر علیؑ ہے، خدا کی بات علیؑ
بنائے وجہء تخلیق کائنات علیؑ

اصول دین و فروعات و واجبات علیؑ
نماز و روزہ و حج، کلمہ و زکوۃ علیؑ
قسم ہے نہجِ بلاغت کی عظمتوں کی قسم
قسم ہے نطقِ علیؑ کی فصاحتوں کی قسم
قسم ہے آل محمدؐ کی رفعتوں کی قسم
شباب اکبرؑ و قاسمؑ کی نکہتوں کی قسم
قسم ہے بنتِ علیؑ کی خطابتوں کی قسم
علیؑ کے ناطے سے میں رسولؐ تک پہنچا
علیؑ کے رشتے سے میں نے خدا کو پہچانا
نجف کی خاک پہ سجدوں سے یہ انعام ملا
اس ایک در نے ہر ایک در سے بے نیاز کیا
میں اب کے صاحب ایماں ہوں نیئرؔ حیدر
امیرِ کشورِ عرفاں ہوں نیئرؔ حیدر
متاعِ عز و شرف ہوں میں نیئرؔ حیدر
سگِ دیار نجف ہوں میں نیئرؔ حیدر
میرے لئے لب کوثر میرے امام لئے
وہ دیکھ ساقی کوثر کھڑے ہیں جام لئے

نعرہ حق

شدتِ شوق سے پھر جوششِ گفتار ہوں میں
مجھے پہچان کہ اک جرات کردار ہوں میں

میرا آغاز درخشاں میرا نجام حسیں
میرا ایمان و عمل مذہبِ جعفرؑ پہ یقیں

مصدرِ حسن و مروت میرا ہر ایک امام
جن کا مشرُب ہے زمانے میں محبت کا پیام

مشغلہ میرا ہر اک دور میں باطلِ شکنی
کفر کے دل پہ رہی ہے میری ناوک فگنی

یہ شریعت یہ طریقت یہ عبادت ہے میری
ساغر پنجتنیؑ بادہِ اثناء عشریؑ

قاسمِ و اکبرؑ و عباسؑ کے دامن میں چھنی
میرے ساغر میں چھلکتی ہے حسینیؑ حسنیؑ

وحدتِ فکر و نظر میرے ترانوں کی ترنگ
میرے ہی سوز سے ہے بادہ توحید میں رنگ

خاکِ بطحا سے عقیدت میرا سرمایہ ناز
میں ہوں اک دردِ کشِ جام خمستانِ حجاز

پوچھ اس گنبدِ نیلی سے میرا عز و شرف
اے خوشا بخت کہ میں بھی ہوں سگِ کوئے نجف

ہاں وہی میرِ عرب فاتحِ صفین و حنین
مرتضیٰؑ، حیدرکرار میرے قلب کا چین

ہاں جو ہر رزم میں تھا پیکرِ اِخلاص و عمل
خیبر و خندق، بدر و اُحد جنگ و جمل

میں پرستارِ غلامان نبیؐ اور علیؑ
بو ذر و قنبر و مقدادؓ و بلال حبشیؓ

ماتم شاہ شہیداں سے نہ رکھ بغض و حسد
غمِ شاہ شہداء روضہ رضواں کی سند

میرے ہاتھوں میں یہ زنجیر یہ زخموں کے نشاں
ہے یہی زخم میری جوش عقیدت کی زباں

ایک مظلوم سے الفت نفسِ سوزُ و گداز
یہ میری روحِ عبادت، یہ میری اصلِ نماز

میری ہمت میری جرات نے بتا کیا نہ کیا
میں نے بدلی ہے جو کروٹ تو زمانہ بدلا

اُموی تاج میرے پاؤں کی ٹھوکر سے دو نیم
تختِ بغداد پہ کاری تھی میری ضرب کلیم

دیکھ تاریخ کے اوراق عرب ہو کہ عجم
رخ اسلام کو بخشا میری خدمت نے حشم

علم و حکمت پہ رہی شوکت و صولت میری
فلسفہ ہیت و منطق پہ دلالت میری

شوستری ؒ، مجلسی ؒ صدوقؒ رفیع العزت ؒ
ثبت ہر عہد پہ ہے میرے قلم کی عظمت

وادی شعر و ادب میں میرے نغموں سے بہار
میر و غالب نے دیا گلشنِ اردو کو نکھار

ہے دل آتش و سودا کو اسی مے کی لگن
بادہِ حبِ علیؑ تیز تر و توبہ شکن

اصفہاں، طوس، خراساں نجف کرب و بلا
میں نے اک دامنِ اسلام کو کیا کیا نہ دیا

جلوہ قوس قزح جس کی دلا آویزی شام
لکھنو میری ثقافت میری تہذیب کا نام

یہ عنادل یہ ثناء خوان امیرؑ ابن امیرؑ
منبع حسن و معانی یہ انیس و دبیر

ہند میں کب سے ہیں روشن میری کلچر کے دیئے
پوچھ عظمت میری گولکنڈہ و بیجا پور سے

کس کی عظمت نے لئے ایک شہنشاہ سے باج
پوچھ محمود سے فردوسی طوسی کا مزاج

عرش سے بھی ہے بلند جس کے ملنگوں کا مقام
نہ مٹیں ہیں نہ مٹیں گے کبھی حیدر کے غلام

غم ہستی کی دوا جامِ ولا جامِ ولا
ہاں پلا خوب پلا اور پلا اور پلا

شاعرِ آلِ عباؑ مست و غزل خوان علیؑ
ہاں لٹا حیدر نیئر مے عرفان علیؑ

آستانِ علیؑ

میں پیتا ہوں مئے خُمِ غدیری
نشاط بے کراں ہے اور میں ہوں
سرُور و کیف و لطف قنبری ہے
یہ مئے تسکین جاں ہے اور میں ہوں
علیؑ راہبر میرا منزل بہ منزل
یہ میر کارواں ہے اور میں ہوں
سگِ دربار مولائے نجف ہوں
مقدر مہرباں ہے اور میں ہوں
ملنگِ مرتضیٰؑ ہوں جاوداں ہوں
بہارِ بے خزاں ہے اور میں ہوں
صریرِ خامہ وقف یا علیؑ ہے
قلم مشکیں زباں ہے اور میں ہوں
علیؑ کے ذکر میں ہے سرفرازی
فرازِ کہکشاں ہے اور میں ہوں
خدائی جبہہ سائی نیرّ حیدر
علیؑ کا آستاں ہے اور میں ہوں

”مقام آدمیت“

اسی کوچے کا ہوجانا، نجف کی خاک بن جانا
مقام آدمیت ہے، فنا فی المرتضیٰؑ ہونا

یہی اک سنگ در ہے جس پہ جھکنا کیمیا ہونا
سند ہے کبریائی کی علیؑ سے لو لگا لینا

خیال وفکر کے گوشے علیؑ سے ہی سنورتے ہیں
عبادت کام آتی ہے، یہیں سجدے نکھرتے ہیں

ولایت بے ولائے مرتضیٰؑ انکارِ فطرت ہے
ولی بننا ولی ہونا اسی در کی عنایت ہے

مقام و مرتبہ پائے یہیں سے شاہ جیلانی
کہ جس کے زہد کی دولت ہے حیدر کی ثناء خوانی

معین الدین چشتیؒ غلامِ خواجہ قنبر ؓ
علیؑ کے در پہ سجدوں سے بنے ہیں صابر کلیرؒ

ولاء کے جام پیوستہ سدا ہیں جن کے ہونٹوں سے
مقام مرتضیٰؑ کیا ہے یہ پوچھ ان خرقہ پوشوں سے

اسی چوکھٹ کے باسی ثنائی حافظ و عرفی
اسی ساغر کے متوالے رہے ہیں سعدی و جامی

جنید و کرنی و عطار رومی شمس تبریزی
عطا ہے بابِ حیدر سے، انہیں پوشاکِ درویشی

ندیمِ دوست کی نگہت عبادت میر کوثر کی
علیؑ کی بندگی جو ہر ہے غالب کے تصور کی

وہی ایماں کا سرمایہ وہی اِقبال کا رہبر
وہی ہے مسلمِ اول شہ مرداں شہ صفدر

غزل خواں ہیں اسی در پر ہزاروں نیرؔ حیدر
زہے قسمت کہ ہم پر بھی عطائے ساقی کوثر

ملنگ مرتضیٰؑ

میں ہر جابر سے ٹکراتا رہا ہوں
میں ہر اک ظلم سے لڑتا رہا ہوں
میں طوفانوں میں اک روشن دیا ہوں
غلام حیدر مشکل کشاء ہوں
علیؑ والا ہوں عظمت کا نشاں ہوں
ملنگِ مرتضیٰؑ ہوں جاں وداں ہوں
اتر سکتا نہیں جو وہ نشہ ہوں
ازل سے خوگرِ جام ولاء ہوں
میں ذرہ ہوں مگر میں کیمیا ہوں
غلامانِ علیؑ کا خاکِ پا ہوں
علیؑ کے در کے ٹکڑوں پر پلا ہوں
سگِ کوئے علی مرتضیٰؑ ہوں
گلی کوچہ بہ کوچہ گھومتا ہوں
نجف کے گیت گا کر جھومتا ہوں
علیؑ کو اپنا مرشد مانتا ہوں
قلندر ہوں دھمالیں ڈالتا ہوں
علیؑ کے دوستوں پر میں فدا ہوں
علیؑ کے دشمنوں سے میں جدا ہوں

علیؑ آقا علیؑ مولا ہے میرا
یہی ساغر یہی شیشہ ہے میرا
نجف کی خاک پر سجدہ ہے میرا
یہیں مرنا یہیں جینا ہے میرا
یہی اصل اصول بندگی ہے
خدا ہے یا نبیؐ ہے یا علیؑ ہے

نجف کی خاک پر تن من لٹاوں
غدیری مئے لٹاؤں اور پلاؤں
علیؑ کے آستاں پر سر جھکاؤں
ہر اک منکر سے میں دامن بچاؤں
علیؑ قلب و نظر کی روشنی ہے
علیؑ کی بندگی میں زندگی ہے

علیؑ میرا امام الاتقیاء ہے
امیر لوکشف ہے ھل اتی ہے
وہ تیغ لا فتیٰ ہے اِنما ہے
گواہ اس پر نبیؐ ہے اور خدا ہے
نبیؐ کے بعد جان انجمن ہے
اِمامت کی علیؑ، پہلی کرن ہے

علیؑ ایمان کل، مولائے کل ہے
وہ زور بازوئے ختم الرسلؐ ہے
وہی تو مالک ہر جزو و کل ہے
زرِگل ہے علیؑ! خوشبوئے گل ہے
علیؑ عقدہ کشا، شیر خدا ہے
علیؑ کا مرتبہ سب سے جدا ہے

علیؑ سرِ قدرت راز ِ قدرت ہے
مُسلم کی اللہی ید قوت ہے
ہوئی کی جس میں کعبہ ولادت ہے
وہ جس نے پائی مسجد میں شہادت

علیؑ سے جو بھی رکھے گا عداوت
حرام اس پر ہوئی ہے باغِ جنت

ازل سے تا ابد مولا علیؑ ہے
کہ جن و انس کا آقا علیؑ ہے
یہ سچ ہے گوہر یکتا علیؑ ہے
میرا رہبر میرا داتا علیؑ ہے

کبھی شعلہ کبھی شبنم علیؑ ہے
کبھی ضربت کبھی مرہم علیؑ ہے

تری چوکھٹ ہے میرا سر ہے شاہا
میری سوچوں کا تو محور ہے شاہا
فزوں تجھ سے میرا جوہر ہے شاہا
قصیدہ لے کے یہ حاضر ہے شاہا

ترے قدموں میں جس کی شاعری ہے
میرے مولاؑ یہ نیئر حیدری ہے

ظرف رندانہ

نہ اِس کے در سے پیتے ہیں نہ اُس کے در سے پیتے ہیں
نہ ہو جس میں کدورت ہم اِسی ساغر سے پیتے ہیں
وفورِ شوق سے پیتے ہیں کروفر سے پیتے ہیں
مُحبانِ علیؑ میخانہ حیدر سے پیتے ہیں

یہ شیشہ اور یہ پیمانہ یہ ساقی اور یہ میخانہ
عیاں ہے نوشہ نوشی سے ہمارا ظرفِ رندانہ

علیؑ ہے میرِ میخانہ امیر و رہنما اپنا
امیر لو کشف اپنا، اِمام الاتقیا اپنا
یہی اپنی طریقت ہے یہی ہے سلسلہ اپنا
علیؑ اپنا، نبیؐ اپنا، نبیؐ اپنا، خدا اپنا

سکونِ دل فقط میخانہ حیدر سے ملتا ہے
نبی اس در سے ملتا ہے خدا اس در سے ملتا ہے

ہماری جوش و سرمستی کی عظمت کا ہمالہ ہے
ہمارا ساقی کوثر زمانے سے نرالا ہے
یہ وہ ساقی ہے جس سے مے کشوں کا بول بالا ہے
یہ وہ میخانہ ہے جس میں اُجالا ہی اُجالا ہے

اسی چوکھٹ کے باسی بوذری و قنبری ہم ہیں
جہاں کے کجکلاہوں پر نشانِ سروری ہم ہیں

مئے حب علیؑ کے جام ہم سرشار رکھتے ہیں
بڑے جی دار ہیں ہم جراتِ کردار رکھتے ہیں
یقین و قوت ایمان ہم میخوار رکھتے ہیں
حسد سے پاک ہیں سینے نہ دل میں خار رکھتے ہیں

قضا پر مسکرانا موت سے لڑنا سکھاتی ہے
ہمیں یہ مے دمِ شمشیر پہ چلنا سکھاتی ہے

نجف کے بادہ کش نمرود کی گردن کچلتے ہیں
وہ مے کش ہیں کہ حق کے نام پر جانیں چھڑکتے ہیں
غرور و نخوت شاہی کو قدموں میں مسلتے ہیں
حُسینی بن کہ ہر فرعون کا تختہ الٹتے ہیں

ہمیں سے مرحب دوراں کی سطوت تھر تھراتی ہے
صدائے یا علیؑ سے ظلم کی روح کانپ جاتی ہے

غلامان شہ صفدر زمانے کا بھرم ہم ہیں
گدائے باب حیدرؓ، صاحب سیف و قلم ہم ہیں
جہادِ زندگی میں سرخرو ہیں صف بہ صف ہم ہیں
غرورِ آگہی ہیں، وارث طبل و علم ہم ہیں

گواہ تاریخ ہے ہر دور میں ہم انقلابی ہیں
یہ بندے بو ترابی، بوترابی، بوترابی ہیں

عطا ہے میر کوثر سے ہمیں جامِ تولائی
دلوں پر راج کرتے ہیں،یہ شیدائی یہ مولائی
سدا محراب و منبر پر ہماری جلوہ آرائی
ضیاء گر ہے دنیا میں ہمارا جام مینائی
ولائے بوالحسن کے بھر کے پیمانے لٹاتے ہیں
جہانِ علم و دانش کو نئے رستے دکھاتے ہیں

ہمارے شیشہ دل میں پری بن کر اترتی ہے
مئے حب علیؑ سے شاعری بنتی سنورتی ہے
ہماری خوبیٔ قسمت پہ قسمت ناز کرتی ہے
کلامِ نیئر حیدر ہے دنیا جس پہ مرتی ہے
بھری مجلس میں ہر اہل سخن سے داد پاتا ہے
سگِ کوئے نجف مولا کے نغمے خوب گاتا ہے

خمخانہ

خمخانہ نجف

جھوم کر مینا اٹھا
دیر نہ کر سا قیا
ابر ہے چھایا ہوا
توبہ شکن ہے فضا
نشہ وہ مجھ کو پلا
جس کی نہ ہو کچھ انتہا
نگہتِ عنبر فشاں
وادی گل میں رواں
چھیڑ دے مضراب سے
نغمہ تارِ الست
کھول درِ میکدہ
پھر ہو وہی بندوبست
تندی مے کی قسم
میں تیرا صہبا پرست
قلزمِ خاموش ہوں
رند بلا نوش ہوں

ساقیِ میخانہ دیکھ
مستیِ سرو سمن
سبزہ نورستہ سے
مست ہے صحن چمن
ساغر مے میں ملا!
خاکِ درِ بو الحسن
جام بھی تیرا حسین
نام بھی تیرا حسین
مے وہ پلا ساقیا
مئے جو خدا ساز ہو
ہمدمِ جبریلؑ ہو
شہپرِ پرواز ہو
جو میری دمساز ہو
جو میری ہمراز ہو
ہاتھ سے تیرے پیوں
دوش صبا پر اُڑوں
بات پتے کی کہوں
اس کی کہاں ہے نظیر

فرض ہے یہ مئے پیو
حکمِ خدائے قدیر
سطح صہبا پہ دیکھ
نقشہِ خمِ غدیر

درد کی مرے دوا
مجھ کو یہی مئے پلا

جس کا مقدر نہ ہو
اس کو نہ ہرگز ملے
دل میں ہو جس کے حسد
تیری بلا سے جلے
دے نہ بہ کم ظرف کو
راس نہ آئے اسے

میرا مقدر یہ مئے
جانِ قلندر یہ مئے

نقش بہ پیمانہ
نقشِ معظم علیؑ
حیدر و صفدر علیؑ
دین کا ضیغم علیؑ

میرِ دلاور علیؑ
دافعِ ہر غم علیؑ
دست خدا ہے علیؑ
جان پیمبر علیؑ

رند نے صوفی نے پی
واعظ و ملا نے پی
شیخ نے شاعر نے پی
پی کے اسے شافعیؒ

نشہ جو سر پر چڑھے
خود کو کہے رافضی
منبعِ حُسن و ثواب
حبِ علیؑ کی شراب

حافظِ شیراز نے
پی ہے بنام علیؑ
سعدی و عرفی سے پوچھ
مستی جامِ علیؑ
رنگِ ثنائی میں دیکھ
حلقہِ دام علیؑ

حسن و جِلا ہے یہ مئے
شیشۂِ دل کیلئے
مئے یہ تیری ساقیا
شمس نے رومی نے پی
بندہِ حیدر ہوا
پی کے اسے بو علیؑ
غالب نوشہ نے پی
روح یہ اقبال کی
شعرِ انیسی یہ مئے
جانِ دبیری یہ مئے
عظمتِ ایمان میں
مصحفِ قرآن میں
امن کے پیمان میں
جنگ کے اعلان میں
جوش کے دیوان میں
خامہِ جبران میں
تندُ و شتابی یہ مئے
نطقِ ترابی یہ مئے

مئے یہ تیری ساقیا
آن ہے اسلام کی
کفر کا دل چیر دے
درد تھہِ جام کی
جے ہو اسی نام کی
ہو رہے با ہو علیؑ
ہر طرف ہر سو علیؑ
نعرہ یا ہو علیؑ
بات کہاں تک چلے
تاب کہاں تک رہے
جو تیرے شیشے میں ہے
ہے یہی میرے لئے
اُوک سے یہ پاک مئے
حیدرِ نیرؔ پیئے
خیر تیری ساقیا
نام علیؑ کی پلا

ولائے علیؑ

رعونتیں مٹائے جا
ریا کے قصر ڈھائے جا
یہی ہے جام اُٹھائے جا
نشہ یہی پلائے جا
یہ خم پہ خم بہائے جا
علیؑ علیؑ سنائے جا

یہ جام جام دِلنشیں
یہ مے ہے مرکزِ یقیں
ادھر بڑھا یہ ساتگیں
پلا یہ ساغرِ حسیں
نہیں نہیں کوئی نہیں
علیؑ سا دلرُبا کہیں

اسی سے دل لگائے جا
علیؑ علیؑ سنائے جا
یہ جرعہ جرعہ زندگی
یہ قطرہ قطرہ روشنی

یہ کاسہ کاسہ سروری
یہ شیشہ شیشہ خسروی
مدارِ شرفِ بندگی
یہ ساغرِ یدُ الٰہی
دوا یہی پلائے جا
علیؑ علیؑ سنائے جا

الٹ نقابِ زندگی
پلا یہ آب ِزندگی
یہ مے کتاب ِزندگی
یہ مے شبابِ زندگی
یہ آفتابِ زندگی
یہ مہتابِ زندگی
جہاں پہ جگمگائے جا
علیؑ علیؑ سنائے جا

علیؑ جلالِ داوری
علیؑ رخِ پیمبری

علیؑ عمل کی بہتری
علیؑ ہے سرِ دلبری
علیؑ ہے جانِ شاعری
علیؑ ادب کی برتری
جبیں یہیں جھکائے جا
علیؑ علیؑ سنائے جا

نہ بھانت بھانت بولیاں
نہ فلسفے کی ہر دکاں
نہ مارکسوں کا چیستاں
نہ لینوں کی داستاں
نہ ماؤثبات کا نشاں
اُڑا دے ان کی دھجیاں
علیؑ کے در پہ آئے جا

نہ برہمن کی شانتی
نہ بھکشوں کی خودکشی
نہ رسل کی فلاسفی

نہ منطقِ میکاولی
نہ ڈانٹے کی کامیڈی
نہ ڈارون سے دوستی
ولا کے دھن پہ گائے جا
علیؑ علیؑ سنائے جا

صداقتیں علیؑ علیؑ
عدالتیں علیؑ علیؑ
سخاوتیں علیؑ علیؑ
امامتیں علیؑ علیؑ
خلافت علیؑ علیؑ
حقیقتیں سنائے جا
علیؑ علیؑ سنائے جا

علیؑ ہے تاجدارِ دل
علیؑ سے ہے شرارِ دل
علیؑ سے ہے نکھارِ دل
علیؑ ہے گلعذارِ دل

علیؑ سے ہے وقارِ دل
علیؑ علیؑ بہارِ دل
بہار بن کے چھائے جا
علیؑ علیؑ سنائے جا

جہاں کا پاسباں علیؑ
قلندروں کی جاں علیؑ
فرازِ کہکشاں علیؑ
حیاتِ جاوداں علیؑ
رموزِ عاشقاں علیؑ
وفا کا آسماں علیؑ
یہی ہے سمت جائے جا
علیؑ علیؑ سنائے جا

علیؑ ہے رمزِ قل کفا
علیؑ سریر انما
علیؑ ہے تاجِ ھل اتیٰ
علیؑ ہے تیغ لا فتیٰ

علیؑ رسول کی دعا
علیؑ خدا کا مدعا
سبق یہی پڑھائے جا
علیؑ علیؑ سنائے جا

کریں میری برابری
نہ تاج و تخت قیصری
نہ حشمتِ سکندری
نہ اوج چرخ قنبری
ہے خاک پائے قنبری
مقامِ نیرؔ حیدری
نجف کی راہ پہ آئے جا
علیؑ علیؑ سنائے جا

جام مینائی

ہوا مستانہ لہرائی نویدِ جانفزا لائی
وہ دیکھ ابر کرم اٹھا تیرے پیاسوں کی بن آئی

رہے آباد میخانہ، یہ شیشہ اور یہ پیمانہ
کہ ہر دم رحمتیں بانٹے تیرا یہ جامِ مینائی

تیری آنکھوں کی مستی میں پیئیں گے ڈوب کر ساقی
کہ تیرے آبروئے خمدار کی ہم نے قسم کھائی

یہی جینا، یہی مرنا اسی در پہ پڑے رہنا
ہوا کوئے نجف کی تیرے مستانوں کو راس آئی

ہمارا عزم ہے ساقی اسی ساغر پہ جاں دینا
ہمارا ظرف شاہد ہے، نہیں ہم لوگ ہر جائی

محبت شاہ مرداں کی، عقیدت آلِ حیدؓر سے
یہی ایماں کا سرمایہ، یہی ہستی کی رعنائی

عبادت ہے عبادت ہے علیؑ کے در پہ سر رکھنا
جبینِ شوق نے اس نام سے ہی بندگی پائی

تیری محفل کے افسانے تیری یادیں تیری باتیں
اِنہیں کے دم سے ہے رونق، ہماری شامِ تنہائی

علیؑ ایمان کی عظمت، علیؑ ایمان کی شوکت
علیؑ ایقان کی دولت، علیؑ حق کی شناسائی

بنام بوذرؓ و سلمانؓ، ادھر بھی جام اک ساقی
پیئیں کے قنبری بن کر تیرے در کے یہ سودائی

علیؑ کو کون سمجھا ہے علیؑ کو کون سمجھے گا
ابھی ہے منزلوں پیچھے خِرد کی علم و دانائی

علیؑ سے دوستی جنت، علیؑ سے دُشمنی دوزخ
سرِ منبر نبیؐ نے بارہا تاکید فرمائی

علیؑ محراب و منبر میں نبوت کا نمائندہ
ہر اک میدان میں ثابت علیؑ کی شان یکتائی

میانِ خیبر و خندق وہ اک ضرب ید اللہی
ہر اک مرحب کو، عنتر کو پیغامِ فنا لائی

غریب و بیکس و مضطر یہ تیرا حیدر نیئرؔ
کرم کر اے کرم گستر تو ہی آقا و مولائی

غزل میں منقبت کہنا بڑا دشوار ہوتا ہے
سعادت میرے شعروں نے یہ پائی خوب تر پائی

مئے ولاء

مئے ولا کے خزانے لُٹا لُٹا ساقی
پھر اہل ہوش کو بے خود بنا بنا ساقی
غدیرِ خُم کے فسانے سنا سنا ساقی
بنامِ ساقیِ کوثر پلا پلا ساقی

جواں رہے یہ تمنا یہ آرزو ساقی
علیؑ کے نام پہ بھر دے میرا سُبو ساقی

یہاں حساب نہیں بے حساب ہے ساقی
کہ میرِ میکدہ خود بوتراب ہے ساقی
پلا پلا کے پلانا ثواب ہے ساقی
بغیر جس کے جوانی عذاب ہے ساقی

جو سلسلے ہو علیؑ ولی کے نام سے ہو
ہزار زہد تصدق اس ایک جام پہ ہو

کدورتوں کا جہاں جس سے چیں بہ چیں ساقی
علیؑ کے نام کا ساغر حسیں حسین ساقی
اسی سے عزم اسی سے یقین یقین ساقی
پلا پلا کے چلے گی نہیں، نہیں ساقی

پلا پلا کے فضا مست مست ہے ساقی
ہر ایک رِندّ کے ساغر بدست ہے ساقی

بہار باغ تمنا علیؑ علیؑ ساقی
ہمارے دکھ کا مدُاوا علیؑ علیؑ ساقی
جہاں کے درد کا چارہ علیؑ علیؑ ساقی
ہمارا ایک ہی نعرہ علیؑ علیؑ ساقی

یہ مئے پلا کہ یہ انسانیت سکھاتی ہے
کہ آدمی کو یہ مئے آدمی بناتی ہے

وہ مئے پلا کہ مئے التفات ہے ساقی
قرار و صبر و سکون و ثبات ہے ساقی
یہ جرُعہ جرُعہ پیامِ حیات ہے ساقی
یہ قطرہ قطرہ کہ آبِ حیات ہے ساقی

تیرے گدا کے خدائی پہ چھانے والے ہیں
پلا دے جھوم کے ساقی کہ پینے والے ہیں

یہ مئے کہ صاف بھی پاکیزہ بھی حلال بھی ہے
یہ مئے جمال بھی ہے، جاہ بھی، جلال بھی ہے
پیامِ امن بھی ہے جنگ بھی جدال بھی ہے
حقوقِ نوع بشر کیلئے مثال بھی ہے

جہان نو کے تقاضے اسی شراب سے ہیں
نئے زمانے غلامانِ بوتراب سے ہیں

وہ جس کی تھی شبِ معراج جلوہ آرائی
جناب بو ذر و قنبر ہیں جس کے شیدائی
وہ جس سے میثم و مقداد نے جلِا پائی
وہ جس کو پیتے ہیں سب حیدری و مولائی
تیرے فقیر ہیں ہم کو بھی کچھ ملے ساقی
سگانِ کوئے نجف کی دعائیں لے ساقی
جدارِ کعبہ میں اور شہرِ مصطفیؐ میں ملے
یہ مئے نجف میں ملے ارضِ کربلا میں ملے
یہ کاظمین میں مشہد میں سامرہ میں ملے
یہ مختصر ہے کہ ہر مجلس عزاء میں ملے
جو بڑھ کے شوق سے پی لے وہ مرتضائی ہے
یہ جس کے حلق سے اترے وہ کربلائی ہے
یہ مئے اندھیرے میں اک شمع جگمگاتی ہے
بھٹکنے والوں کو یہ راستہ دکھاتی ہے
ہمارے شیشۂ دل میں اترتی جاتی ہے
مئے ولائے علیؑ جنتیں لٹاتی ہے
ہو نوش جاں کہ بڑی قسمتوں سے پائی ہے
مزاجِ نیئرؔ حیدر پہ راس آئی ہے

سازوولاء

چھیڑ کے ساز ولاء جھومتا آتا ہوں میں
لے کے آہنگِ نجف دھوم مچاتا ہوں میں
پینے والوں چلے آؤ کہ پلاتا ہوں میں
حیدری بزم ہے پیمانے لٹاتا ہوں میں
ذکرِ حق ذکرِ خدا ذکرِ نبی کرتا ہوں
ہاں سنو غور سے میں ذکرِ علیؑ کرتا ہوں

کس کا نام آیا خیالوں کو ملی رعنائی
فکر خوابیدہ نے کس شان سے لی انگڑائی
یا علیؑ کہتے ہی یوں ضعف نے طاقت پائی
لوٹ کے جیسے زلیخا پہ جوانی آئی
داغ دل دھلتے ہیں آئینہ دل دھلتا ہے
نام لیتا ہوں، علیؑ کا تو بدن کھلتا ہے

ہاتھ میں جام ولالے کے پری آتی ہے
خوش دلی، خوش سیرّی، خوش نظری آتی ہے
نکہتیں لے کے نسیم سحری آتی ہے
ذکرِ حیدر ہے دل و جاں پہ ترّی آتی ہے
پئے تسکین جگر تازہ ہوا پاتا ہے
نام لیتا ہوں علیؑ کا تو مزہ آتا ہے

بزمِ پیمبر کونین میں حیدرؑ کی طرح
ہاں نہیں کوئی نہیں حیدرِؑ صفدر کی طرح
کس کو رتبہ ملا بازوئے پیمبر کی طرح
کب مقابل میں کوئی فاتحِ خیبر کی طرح

ہاں علیؑ ایک ہے یکتا ہے وہ لاثانی ہے
اسی خاطر تو حریفوں کو پریشانی ہے

ہاں علیؑ فاتح خیبر، اُحد و بدر حنین
لمحہ لمحہ وہ مددگارِ رسول الثقلین
ایک ہی نور کے دو ٹکڑے نبیؐ بوالحسنؑ
آ نہیں سکتا کوئی دوسرا ان کے مابین

جز علیؑ کون وہاں تھا، شبِ معراج سے پوچھ
ہاتھ جو غیب سے نکلا شبِ معراج سے پوچھ

ہاں علیؑ میرا علیؑ، تیرا علیؑ سب کا علیؑ
وہ محمدؐ کا وصی ہے وہ ہے اللہ کا ولی
وہ ید اللہ کہ ازل سے ہے اِمام ازلی
وہ ہے اوتار وہ داتا وہ ہے بجرم بجلی

جن کا اور اِنس کا مولا بخدا مولا علیؑ
بندہ اللہ کا نصیری کا خدا مولا علیؑ

مالکِ کوثرِ و تسنیم علی وجہُ اللہ
دوست تو دوست ہے دشمن پہ بھی ہے اس کی عطا
جس کے قدموں میں ملے جنتِ ماوی کی فضاء
اپنے قاتل کو بھی پیاسا نہیں رہنے دیتا

جس کے کردار کی عظمت کے عدو ہیں قائل
سیکھ لے حیدر کرار سے اِخلاص عمل

میری تہذیب کے کلچر کے یہی ہیں معمار
حبِ حیدر کے نشے میں جو چڑھے ہیں سرِ دار
ہاں یہی میرا بھرم ہے، میری ہستی کا وقار
وہ ابوذر ہو کر قنبر ہو کہ میثم تمار

در سعید پہ یہ سر ہیں کہ سرافگندہ ہیں
دوستداران علیؑ زندہ و پائندہ ہیں

تیری عظمت یہ علیؑ مہرُ نبوت ہے گواہ
پاک و طائر کیا اصنام سے تو نے کعبہ
تیری عظمت کی قسم شیرِ خدا شیرِ الہٰ
تیرے منکر سے نہیں کوئی تعلق اپنا

تیرے منکر کو شب و روز جلاتے جائیں
تیرا نقش کفِ پا سر پہ سجاتے جائیں

تیری تعریف تیری مدح میری روح میری جاں
زندگانی کی علامت یہی جینے کا نشاں
تیری دہلیز پہ پیہم میرے سجدوں کا نشاں
تو میری سوچ میری فکر کا عنوان جاناں
میری ہر سانس پکارے تجھے جاناں جاناں
آدمیت کی جبیں تجھ سے فروزاں جاناں

یا علیؑ دونوں جہاں تجھ سے درخشاں جاناں
تیرے ہی دم سے یہ انسان ہے انساں جاناں
ہم کہ جو کچھ بھی ہیں ہم پر تیرا احساں جاناں
عقل اور ہوش و خرد سب کے ہیں حیراں جاناں
تجھے قرآں کہوں یا ناطق قرآں جاناں

تجھ سے شرمندہ ہے مولا دلِ بیمار بہت
جرمِ عصیاں کا ہوں مولا میں سزاوار بہت
میں تیرا نیئر حیدر ہوں گنہگار بہت
جو بھی ہوں پر تیرے دشمن سے ہوں بیزار بہت
دوست تیرا میرا دشمن بھی ہو جاں اس پہ نثار
تیرا دشمن ہو میرا دوست میں اس سے بیزار

جامِ ولاء

پھر فصلِ بہاری کی درِ دل پہ صدا ہے
مستانہ ہوائیں ہیں فضاؤں میں نشہ ہے
پھر کیف میں ڈوبی ہوئی موسم کی ادا ہے
ساقی کا کرم ہے درِ میخانہ کھلا ہے

ہے شور یہ رندوں میں بپا جام ادھر سے
اب دیکھئے ساقی کا ارادہ ہے کدھر سے

مینا لئے ساقی میری جانب جو بڑھا ہے
یہ فیض ہے بخشش ہے، عنایت ہے، عطا ہے
شیشے میں جو اُتری یہی دارو ہے دوا ہے
تارِ رگ جاں ہے تو یہی جامِ ولاء ہے

میں کیوں نہ کہوں خود کو مقدر کا سکندر
پیمانہ نجف کا ہے تو ساقی میرا حیدر

مولا کہ مرا مرشدِ ہر غوث و ولی ہے
رشکِ چمنِ خلدِ بریں جس کی گلی ہے
جو بندہِ مخصوصِ خدائے ازلی ہے
وہ میرا علیؑ، میرا علیؑ، میرا علیؑ ہے

کاسہ میرا، پیالہ میرا، شیشہ میرا، ساغر
خواجہ میرا، داتا میرا، حیدر میرا، صفدر

آفاق میں گونجیں میرے مولا کے ترانے
انسان کی عظمت ہے یدُاللہ کے فسانے
سن غور سے اَفسردہ و شوریدہ زمانے
اٹھ باندھ کمر نخوتِ باطل کو مٹانے
اُٹھ نقش قدم چوم اِمام ازلی کا
ہاں زور سے پھر شور سے نعرہ ہو علیؑ کا

ہاں فلسفیوں حکمت و دانش کے خداؤ
اے نکتہ شناساؤں، حقیقت نہ چھپاؤ
اب چہرہ تاریخ سے پردوں کو ہٹاؤ
حیدر سا کوئی ہو تو اسے سامنے لاؤ
انسان کے اقدار کا معیار علیؑ ہے
بے داغ عمل جس کا وہ کردار علیؑ ہے

آدم ہو کہ یحییٰؑ ہو کہ ہو موسیٰؑ و عمرانؑ
ہر عہد نبوت میں علیؑ ہے مہ تاباں
ہے روپ میں آصف کے مددگارِ سلیمانؑ
اور شکل میں ہارونؑ کے، موسیٰؑ کا دل و جاں
دنیا نہ سمجھ پائے وہ راز علیؑ ہے
پرواز ہے ہر دور کا دمساز علیؑ ہے

زرتشت ہو گوتم ہو کہ نانک کا تماشا
وہ فکر فلاطوں ہو کہ سقراط کا پیالہ
رازی کا شنائی کا غزالی کا مقالہ
غالب کا تخیل ہو کہ اقبال کا شیشہ
ہر حریت فکر کا میزان علیؑ ہے
انسان کے معراج کی پیمان علیؑ ہے

وہ زہد و تقویٰ وہ شجاعت و شرافت
وہ صاحب شمشیر ہو، سر مہر امامت
وہ شان و شوکت وہ تیور وہ جلالت
ہاں جام پلا جام، عبادت ہے یہ پینا
بے حب علیؑ ہیچ ہے، بیکار ہے جینا

حیدر کی غلامی ہے کہ قبضے میں خدائی
آفاق پہ شاہی ہے، اسی در کی گدائی
پھر قوم کی زمیں سے یہ سدا جھومتی آئی
مولا تیرے بندوں کی سدا جلوہ نمائی
ہیں حق کے طلبگار، طلب گار حسینی
پھر کفر کے سینے پہ ہیں تلوار حسینی
ساغر ہو نجف کا تو سنورتے ہیں حسینی

پیمانہ نجف کا ہو تو بنتے ہیں حسینی
تقدیر زمانے کی بدلتے ہیں حسینی
ہر قصر رعونت کو کچلتے ہیں حسینی
مرتے نہیں دنیا میں ابھرتے ہیں حسینی
کب سطوتِ طاغوت سے ڈرتے ہیں حسینی

یہ زیست یہ جینے کا قرینہ ہے ہمارا
یہ راہ یہ رشتہ یہ طریقہ ہے ہمارا
اس نام سے پیوند ہے رشتہ ہے ہمارا
ہاں دم دم مولان کہ وظیفہ ہے ہمارا
حقا کہ علیؑ حق ہے امام ازلی ہے
وہ میرا علیؑ سب کا علیؑ، سب کا علیؑ ہے

قیصرؔ ہو کہ یثربؔ ہو کہ ہو نیرؔ حیدر
مداح ہیں مداح تیرے ساقی کوثر
گاتے ہیں قصیدے تیری دھومیں یہ مچا کر
ان پہ نگاہ خاص ہو اے حیدرِ صفدر
تابندہ ہیں جس طرح کہ گردوں پہ ستارے
روشن رہیں مولا یہ ثناء خوان تمہارے

(16 جولائی 1989ء)

علیؑ علیؑ

سچائیاں نہ جھوٹ کے ساغر میں گھولیئے
ایماں نہ مُصلحت کے ترازو میں تولیئے
فکرِ رسا کے بند دریچے تو کھولیئے
کہتا ہے کیا ضمیر ذرا دل ٹٹولیئے
دل کی یہی صدا ہے کہ حیدر علیؑ علیؑ

ہاں ہاں علیؑ علیؑ، شہہ صفدر علیؑ علیؑ
دین خدا کا مہرِ منور علیؑ علیؑ
دست نبی و پنجہِ داور علیؑ علیؑ
قبضے میں جس کے تیغِ دو پیکر علیؑ علیؑ
دشتِ وغا میں شیرِ غضنفر علیؑ علیؑ

افسانہ حیات کا حاصل علیؑ علیؑ
آسودگی و راحتِ منزل علیؑ علیؑ
کوئی نہیں علیؑ کے مماثل علیؑ علیؑ
کب ہے کوئی علیؑ کے مقابل علیؑ علیؑ
لاؤ کوئی علیؑ کے برابر علیؑ علیؑ

رندانِ قدح نوش کی دنیا علیؑ علیؑ
مئے ہے علیؑ علیؑ رگِ مینا علیؑ علیؑ

مستی سرور نشہ پہ نشہ علیؑ علیؑ
پینا علیؑ علیؑ ہے پلانا علیؑ علیؑ
ساقی ہمارا ساقی کوثر علیؑ علیؑ

اڑتی ہوئی فلک پہ گھٹائیں علیؑ علیؑ
موسم کی خوشگوار ہوائیں علیؑ علیؑ
سروسمن کی مست فضائیں علیؑ علیؑ
مرغانِ خوشنما کی صدائیں علیؑ علیؑ
قوس قزح کے حسن کا منظر علیؑ علیؑ

موج نسیم و رنگِ بہاراں علیؑ علیؑ
نسریں و نسترن ہو کہ پیماں علیؑ علیؑ
نرگس گلاب سنبل و ریحاں علیؑ علیؑ
ہر برگِ گل ہے حسنِ بداماں علیؑ علیؑ
شبنم علیؑ علیؑ ہے، گل تر علیؑ علیؑ

اس بزمِ شش جہات میں دم دم علیؑ علیؑ
نورِ ازل کا حسن مجسم علیؑ علیؑ
سلمانِ پاکؓ، بوذرؓ، و میثم علیؑ علیؑ
اہل ولاء کے من کا ہے پریتم علیؑ علیؑ
ہر دم رواں ہے پریم کا ساگر علیؑ علیؑ

خواجہ پیا کا آقا و مولا علیؑ علیؑ
چشتی نظامیوں کا طریقہ علیؑ علیؑ

پیران سہرورد کا داتا علیؑ علیؑ
ہر قادری کا مرشدِ اعلیٰ علیؑ علیؑ
ابدال و قطب و غوث و قلندر علیؑ علیؑ

خود داری و خودی کی امیری علیؑ علیؑ
فقر و غنا و نان شعیری علیؑ علیؑ
رومی کے سوز و ساز کی میری علیؑ علیؑ
اقبال کا طریق فقیری علیؑ علیؑ
راز و نیاز عشق کا محور علیؑ علیؑ

زہد و رع و شانِ عبادت علیؑ علیؑ
صادق صدیق صدِق و صداقت علیؑ علیؑ
عادل عدیل، عدل و عدالت علیؑ علیؑ
جودو سخا سخی و سخاوت علیؑ علیؑ
مقصود مدعائے پیمبر علیؑ علیؑ

دنیائے ہست و بود کا یارا علیؑ علیؑ
انسانیت کے درد کا چارہ علیؑ علیؑ
فتح و ظفر ہے جس نے پکارا علیؑ علیؑ
سب کا علیؑ علیؑ ہے ہمارا علیؑ علیؑ
ہر دکھ سے ہے نجات سراسر علیؑ علیؑ

مردانگی شجاعت و جرات علیؑ علیؑ

ہے سرخی لہو کی حرارت علیؑ علیؑ
ہر ظلم ناروا سے بغاوت علیؑ علیؑ
کذب و ریا کے سر پہ قیامت علیؑ علیؑ
مولا امام سید و سرور علیؑ علیؑ

باغ گل مراد کی خوشبو علیؑ علیؑ
تنظیمِ کائنات میں ہر سو علیؑ علیؑ
فطرت کے رمز خاص کا پہلو علیؑ علیؑ
حق حق علیؑ علیؑ ہے علیؑ ہو علیؑ علیؑ
لوح و قلم کا مالک و افسر علیؑ علیؑ

نوک قلم ہے وقفِ ثنائے علیؑ علیؑ
ذرے پہ خاص لطف و عطائے علیؑ علیؑ
ہر شعر ہے کہ جام ولائے علیؑ علیؑ
دل جھوم جھوم کر یہی گائے علیؑ علیؑ
جان غزل ہے حیدر نیئرؔ علیؑ علیؑ

☆☆☆☆☆

بادہ حب علیؑ

بادہ حب علیؑ پر مر کے جینا چاہیئے
دل کے ہر گوشے کو اک جنت بنانا چاہیئے
ہم نے عکس اللہ کا دیکھا نجف کے جام میں
ہو جو اللہ کی طلب ساغر یہ پینا چاہیئے
حیدرِ مشکل کشاء سے کیوں نہ مانگیں ہم مدد
جس کا ہے یہ کام اس سے کام لینا چاہیئے
اے نصیری برملا تو نے کہا جو سچ کہا
یہ حقیقت ہے اسے کیوں کر چھپانا چاہیئے
وہ خدا ہے یا علیؑ ہے وہ علیؑ ہے یا خدا
راز ہے کیا شافعیؒ سے پوچھ لینا چاہیئے
راہ سے بھٹکے ہوؤں جن کو ہو منزل کی تلاش
آستانے پر نجف کے اُن کو آنا چاہیئے
ھے سقر تیری جگہ او دشمن نام علیؑ
اب بھی اے نادان موقع ہے سنبھلنا چاہیئے
نیئرؔ حیدر خدا شاہد ہے یکتا ہے علیؑ
کفر یہ انکار ہے کافر نہ بننا چاہیئے۔

☆☆☆☆☆

بادِ نوروزی

پھر گلستانِ سخن میں بادِ نوروزی چلی
ہر کلی ہر گل کے لب پر نعرہ ہائے حیدری
پھر ثنائے مرتضیٰؑ میں گلفشاں نوک قلم
صفحہِ قرطاس ہے پھر رشکِ گلزار ارم
مرتضیٰؑ کا ذکر ہے کھلتے ہیں خوشبو کے کنول
جھوم کر نکلی ہے پھر سج دھج کے سلمہائے غزل
مرتضیٰؑ کا نام ہے ہر عہد نو کا بانکپن
مرتضیٰؑ کی عظمتیں ہیں انجمن در انجمن
مرتضیٰؑ ایمان کی دولت صراطِ مستقیم
مرتضیٰؑ کا نام ہر فرعون پہ ضرب کلیم
مرتضیٰؑ کے نام سے روشن رخ دانشوری
مرتضیٰؑ دانشوری، دانشوروں کی سروری
مرتضیٰؑ کا ہر قدم عرش ولایت کی دلیل
مرتضیٰؑ کے قبضہ قدرت میں بال جبرئیل
مرتضیٰؑ علم و ادب کی ابتداء و انتہا
مرتضیٰؑ سائنس کی دنیا کا امام و مُقتدا
مرتضیٰؑ کا عدل ہے قاضی دوراں کو سند
مرتضیٰ کے فیصلے کو کون کرسکتا ہے رد

مرتضیٰ آئینہ ایام میں تصویرِ حق
مرتضیٰ تیغوں کے سائے میں پنپنے کا سبب

مرتضیٰ حکم خدا، تخت خلافت کیلئے
مرتضیٰ اک آئیڈیل کار حکومت کیلئے

مرتضیٰ تابندگی مہرُ نبوت کیلئے
مرتضیٰ فانوس حق شمعِ امامت کیلئے

ہو ولائے مرتضیٰ میں اپنا دامن چاک چاک
سنت مقداد و یاسر بوذر و سلمانِ پاک

ٹکڑے ٹکڑے ظلم کے بت ان کے قدموں کے تلے
ان کے دم سے سرخرُو دار و رسن کے سلسلے

آج بھی درماندہ رو انسان کی چارہ گری
ایک عزم بوذری ایک جذب قنبری

مرتضیٰ کے در پہ سجدے منتہائے بندگی
زندگی بے مرتضیٰ شرمندگی شرمندگی

چھوڑ دے ہر در پہ جھکنا مرتضیٰ کا نام لے
ابن آدم تھام دامانِ حیدر تھام لے

حیدر نیئر سگ کوئے غلامان علیؑ
شاد ہوں آباد ہوں حلقہ بگوشان علیؑ

30 جولائی 1978ء

صدائے قلندر

صدیوں سے ہے بھٹکا ہوا
تو راستہ بھولا ہوا
اٹھ! سوچ کے دھارے بدل
اس خول سے باہر نکل
آ جا ادھر او بے خبر
اے کشتہ رسم کہن
انساں کی عظمت کے امیں
ہیں فہم و ادراک و یقیں
تابندی ! زیبندگی
علم و عمل کی روشنی!
اس روشنی میں ڈھونڈیئے
کھویا ہوا صدیوں کا دھن
علم و عمل کی روشنی
مولا علیؑ مولا علیؑ
انسانیت کی برتری
مولا علیؑ، مولا علیؑ
مولا علیؑ، مولائے کل
میر شجاعان زمن

اس آستاں پر سر جھکا
بگڑی ہوئی قسمت بنا
خاک درِ جانانہ بن
اس شمع کا پروانہ بن
کر چاک اپنا پیرہن
ہو جا فدائے بوالحسنؑ
سن یہ قلندر کی صدا
حق حق علیؑ المرتضیٰؑ
مولا علیؑ، مشکل کشاء
مردِ جری، شیر خدا
یسین و طٰہٰ ھل اتیٰ
دستِ خدائے ذوالمنن
بازار! کوچہ! اور گلی
کہتا پھرے مست علیؑ
افضل علیؑ، اعلیٰ علیؑ
دم دم علیؑ، مولا علیؑ
ہے جانِ من، جانان من
حبِ علیؑ، ایمان من
ہو جا فنا فی المرتضیٰؑ
پھر دیکھ جینے کا مزہ

کیا خوب ہے جام ولاء
چڑھتا ہے جب اس کا نشہ
آئے نظر عرش عُلا
فردوس کے سر و سمن

بغض و حسد اب چھوڑ دے
ان بت کدوں کو توڑ دے

فکر رسا سے کام لے
اٹھ اور خدا کا نام لے
حیدر کا دامن تھام لے
حیوان سے انسان بن

تیرے لئے طبل و علم
تو ہے جہاں میں محترم

نعرہ علیؑ کا دم بدم
حق کی طرف اٹھیں قدم
ہے تیری ہستی کا بھرم
حبِ علیؑ میں ہو مگن

اُوج ثریا کے نشاں
قدموں میں تیرے کہکشاں

تو راز دار دو جہاں
حیدرؑ اگر ہوں مہرباں

قدموں میں آجائیں تیرے
کوثر ہو یا نہر ہو بن
خیبر حنین و بدر کا
خندق کا ہیرو مرتضیٰؑ
میر دلاور مرتضیٰؑ
شاہِ غضنفر مرتضیٰؑ
ثابت ہے ہر میدان میں
مولا علیؑ کا بانکپن
نام علیؑ سے زندگی
یہ انتہائے بندگی
یہ کفر کو بخشے ہے کب
کرتا ہے باطل کو ہڑپ
اس جام کی مستی غضب
یہ جام ہے توبہ شکن
سن لے سلونی کی صدا
یہ باب شہرِ علم کا
وہ فلسفی مولا علیؑ
دانائے راز زندگی
ہیں ماند جس کے سامنے
نیوٹن ہو یا ہو ڈارون

مہرُ علیؑ سے رفعتیں
حب علیؑ سے رحمتیں
بغض علیؑ سے لعنتیں

دل میں منافق کے صدا
نام علی المرتضیٰؑ
ہو جیسے کانٹے کی چبھن

اٹھ نام لے مولا کا
اس صفدر ذیجاہ کا

قبضے میں ہے تیغِ جری
پھر کفر میں ہو تھرتھری
تیرے لئے فتح و ظفر
سر پر ہو مرحب کے ''بزن''

مولا یہ نیئرؔ حیدری
اس کے تخیل کی پری
چوکھٹ پہ تیرے ہے کھڑی
اس پر کرم کی ہو نظر
ہر شعر ہو جائے امر
یا مرتضیٰؑ یا بوالحسنؑ

(10فروری1987ء)

حب علیؑ

نہ مال و دولت نہ رفعتیں مانگیں
حقیقتوں کے شناسا حقیقتیں مانگیں
نہ دوزخوں کا ہے کھٹکا نہ جنتیں مانگیں
فقط خدا سے علیؑ کی محبتیں مانگیں

یہ تب و تاب یہ سوز بیاں علیؑ کیلئے
یہ دل علیؑ کیلئے ہے یہ جاں علیؑ کیلئے
خیال و فکر کی جولانیاں علیؑ کیلئے
ہر ایک سانس ہے نگہت فشاں علیؑ کیلئے
مچل رہا ہے یہ قلب تپاں علیؑ کیلئے
جبینِ شوق ہے سجدہ کناں علیؑ کیلئے

ہے حسنِ جوشِ عقیدت اسی کے نام ساتھ
خوشا یہ درد کی دولت علیؑ کے نام کے ساتھ
نجف کی خاک پہ سجدے ہماری عظمت ہے
محبت شہ مرداں بڑی عبادت ہے
ہمارے پاس کدورت نہیں محبت ہے
ولا کے جام ہیں پیمانہ مودت ہے

یہ خُم یہ ساغر و مینا یہ بادہ رکھتے ہیں
چلے بھی آؤ کہ ہم دل کُشادہ رکھتے ہیں

ولا کے ساز پہ نغماتِ نو سنائیں چلیں
بحضورِ حیدر کرار سر جھکائیں چلیں
قدم قدم پہ وفا کے علم اٹھائیں چلیں
علیؑ کے نقش قدم پر قدم بڑھائیں چلیں

مئے ولا سے درخشاں حیات ہے اپنی
علیؑ ہیں اپنے تو پھر کائنات ہے اپنی

علیؑ کے آئے ہیں حق کی رفاقتوں کیلئے
علیؑ خدا کی عطا ہے نبوتوں کیلئے
علیؑ ہے شمعِ فروزاں اماموں کیلئے
علیؑ ہے راہ ہدایت حکومتوں کیلئے

جہان صدق و صداقت کا شہسوار علیؑ
حدودِ عالم امکاں کا شہ سوار علیؑ

صبا کے دوش پہ خوشبو کا پیرہن ہے علیؑ
روش روش ہے علیؑ اور چمن چمن ہے علیؑ
جہادِ حق کیلئے مردِ تیغ زن ہے علیؑ
میان رزم شجاعت کا بانکپن ہے علیؑ

ہر اِک جری نے جیسے جنگ میں پکارا ہے
علیؑ کا نام کہ جرات کا اِستعارا ہے

علیؑ کے علم الدنی کا ماہتاب بھی ہے
علیؑ کے دین محمدؐ کا آفتاب بھی ہے
قدم قدم پہ رسالتؐ کا ہمرکاب بھی ہے
کہ صرف وحی کا کاتب نہیں کتاب بھی ہے

نبی کے دوش پہ چڑھ کر گرائے بت خانے
حنین و بدر ہیں ادنی سے جس کے افسانے
جہاں منبر و محراب کا بھرم بھی علیؑ
کہ الکتاب علیؑ لوح بھی قلم تھی علیؑ
حریم قدس میں اعلیٰ بھی محترم بھی علیؑ
صحابیوں میں مُکرم بھی ذی حشم بھی علیؑ
ولایتوں کے نگینے جہاں نکھرتے ہیں
جنیدؒ و کرنیؒ و عطارؒ جس پہ مرتے ہیں
علیؑ کے نام پہ عاشق ہیں شیخ و شاب بہت
اسی کے ذکر سے واعظ ہے کامیاب بہت
اسی سے صوفی و ملا کی آب و تاب بہت
ولاء کے مست کو ملتی ہے یہ شراب بہت
اسی سے مست اسی سے الست ہیں ہم لوگ
خوش نصیب کہ کوثر بدست ہیں ہم لوگ
جلال و ہیبتِ ضرب یداللہیٰ کی قسم
نہ روزِ حشر کی پروا نہ خوف ملکِ عدم
کہ سر پہ سایہ فگن ہے علیؑ کا دستِ کرم
منم کے نیرّ حیدر ببانگ میں گویم
علیؑ امام من است تو منم غلام علیؑ
ہزار جان گرامی فدا بہ نام علیؑ

ساقی کوثر

نجف کی مے جو پی جنت کے بام و در نظر آئے
کنارِ حوض کوثر، ساقی کوثر نظر آئے

علیؑ کی عظمتیں ہیں روز روشن کی طرح روشن
جو مادر زاد اندھے ہوں انہیں کیونکر نظر آئے

علیؑ کا تیغِ جوہر داد ہے اک آئینہ جس میں
کبھی خندق نظر آئے کبھی خیبر نظر آئے

خدا شاہد خدائی میں خدا کا ہو گماں جس پر
اگر آئے نظر کوئی فقط حیدر نظر آئے

نجف کی خاک کا بستر بڑی قسمت سے پایا ہے
نہیں ممکن مقام اس سے کوئی بہتر نظر آئے

وہیں سے شوقِ سجدہ میں جبیں جھکتی چلی جائے
نجف کے شہر کا جب دور سے منظر نظر آئے

علیؑ کے تیغ کے آگے کوئی ٹھہرے تو کیا ٹھہرے
جہاں جبرئیلؑ کے کٹتے ہوئے شہپر نظر آئے

علیؑ کا جو ہے دیوانہ نرالا ہے زمانے میں
کوئی سلمانؓ کوئی بوزرؓ کوئی قنبرؓ نظر آئے

اسی بستی کی گلیوں میں مجھے تم ڈھونڈنا لوگوں
جہاں شبیرؑ کا ماتم تمہیں گھر گھر نظر آئے

پڑی اسلام پہ مشکل تو کوئی بھی نہ کام آیا
فقط رن میں بتولِ پاک کے دلبر نظر آئے

کرب و بلا یہ ہاشمی خون ہے کہ لڑتا ہے
کوئی حمزہؓ نظر آئے کوئی جعفرؓ نظر آئے

غم شبیرؑ میں سر پیٹیئے جب ماتم نکلے
علم غازیؑ کا لہراتا ہوا سر پر نظر آئے

علیؑ مسجد کے سائے ہو قدم الموسوی کے ہوں
سدا سرکار کا سایہ ہمارے سر نظر آئے

خداوندا دعا ہے کہ جب روز حساب آئے
علم عباسؑ کا سر پہ سر محشر نظر آئے

گریباں چاک دیوانہ علیؑ کے در کا سودائی
برستے پتھروں میں نیئر حیدر نظر آئے

محبانِ علیؑ

متاعِ گردشِ لیل و نہار ہیں ہم لوگ
جہانِ درد کے پروردگار ہیں ہم لوگ
نجف کی خاک پہ سجدہ گزار ہیں ہم لوگ
علیؑ کے بندے ہیں اور ذی وقار ہیں ہم لوگ

بپا یہ شور ہے ہر سو علیؑ علیؑ مولا
ہمارا نعرہ حق ہو، علیؑ علیؑ مولا

علیؑ کے ماننے والے بلند و برتر ہیں
ہیں گرد راہ وفا ہم غلام قنبر ہیں
ہمیں ہے فخر کہ ہم خاک پائے بوذر ہیں
ہمی کہ دشمن حیدر کے دل پہ خنجر ہیں

جہان مہرُ و صداقت کے آسماں ہم لوگ
علیؑ کے نقش قدم پر رواں دواں ہم لوگ

ہماری جادہ و منزل طریق آل عباء
نہ خوف روز جزا ہے نہ حشر کی پرواہ
ہم عاصیوں پہ ہے کافی فقط علیؑ کی نگاہ
خدا ہے ایک نبی حق، علیؑ ولی اللہ

لگا کے نعرہ یہ کوثر پہ آتے جائیں گے
علیؑ کے مست ہیں دھومیں مچاتے جائیں گے

علیؑ کے ماننے والے سدا درخشاں ہیں
مثال مہر مبیں ضوفشاں ہیں تاباں ہیں
ہماری بخت رسا پہ عدو بھی حیراں ہیں
کہ ہم غلامِ غلامانِ کل ایماں ہیں

ہماری ہمت و جرات و لا کے جام سے ہے
جبیں پہ داغ غلامی علیؑ کے نام سے ہے

علیؑ کے ظرف کا پیمانہ ناپنے والو
اُحد کی جنگ میں میدان سے بھاگنے والو
خود اپنے عیبوں کو پردوں میں ڈھانپنے والو
کہ سب مالِ غنیمت کو تاکنے والو

بڑے بڑوں پہ جو پردے تھے چاک ہو جاتے
کہ علیؑ نہ ہوتے تو کتنے ہلاک ہو جاتے

خدا گواہ ہے علیؑ حق ہے حق کے ساتھ علیؑ
دلیل حق و صداقت، رہ نجات علیؑ
ہر ایک عہد گواہ، نور شش جہات علیؑ
کہ سب سے بڑھ کے ہے مولائے کائنات علیؑ

وہ کون دمک دمی علیؑ علیؑ حیدر
وہ کون لحمک لحمی علیؑ علیؑ حیدر

وہ بادشاہ مگر اس کی غذا ہے نان شعیر
شریکِ بزم رسالت علیؑ جناب امیر
وصیِ احمد مرسلؐ، وزیر با تدبیر
اسی کے بندے ہیں ہم اِسی کے در کے فقیر

کہ تیرے بندے یہاں اور تیرے غلام یہاں
سلام بھیجتے ہیں از بیائے پاکستان

سلام قوت بازوئے مصطفٰے پہ سلام
سلام حیدر کرارِ مرتضیٰؑ پہ سلام
سلام جانِ پیمبر شہ ہدیٰ پہ سلام
سلام صاحب بلغ پہ اِنما پہ سلام

تیرے غلام ہیں فرش عزا بچھائے ہوئے
تیرے حسینؑ کے غم میں ہیں سر جھکائے ہوئے

یہ تیرے خاک نشیں حیدری و مولائی
یہ تیرے ماننے والے یہ سب تولائی
تیرے عدو کیلئے سب کے سب تبرائی
یہی ہے اپنا عقیدہ یہی ہے برنائی

بلا سے بغض میں ڈھلتا ہے جو وہ ڈھل جائے
پڑھیں گے نادِ علیؑ جو جلے وہ جل جائے

دلوں کا چین دلوں کا قرار نادِ علیؑ
لب رسولؐ پہ ہے بار بار نادِ علیؑ
نوید فتحِ سرکار زار نادِ علیؑ
پکار نیرؔ حیدر پکار نادِ علیؑ

حیات پھر سے پریشاں ہے یا علیؑ مددے
تو ہی تو درد کا درماں ہے یا علیؑ مددے

(9جولائی1992ء)

علیؑ علیؑ حیدر

دار پر جھومنا سعادت ہے
سچ کہونگا یہ میری عادت ہے
جو بھی ہے بس شہ ولایت ہے
ہاں یہی حاصلِ عبادت ہے
مقصدِ دل علیؑ علیؑ حیدر
میری منزل علیؑ علیؑ حیدر

حق کی شمعیں جلائے جاتا ہوں
گمرہوں کو میں راہ دکھاتا ہوں
درسِ انسانیت سکھاتا ہوں
مئے خم نجف لٹاتا ہوں
میری مستی علیؑ علیؑ حیدر
حق پرستی علیؑ علیؑ حیدر

فکر کو منزلیں دکھاتا ہوں
عقل کو راستہ بتاتا ہوں
من کی دنیا جگائے جاتا ہوں
حق کی دنیا بسائے جاتا ہوں

میری پہچان علیؑ علیؑ حیدر
کل ایماں علیؑ علیؑ حیدر
ھل اَتائی علیؑ علیؑ حیدر
قل کفائی علیؑ علیؑ حیدر
انمائی علیؑ علیؑ حیدر
لا فتائی علیؑ علیؑ حیدر
سب کا خواجہ علیؑ علیؑ حیدر
میرا داتا علیؑ علیؑ حیدر

ہے یہی میری عبادتوں کا صلہ
پیتا رہتا ہوں روز جام ولاء
وہ نشہ جو کبھی اتر نہ سکا
ساقیا خوب پلا اور پلا
شاہِ دارم علیؑ علیؑ حیدر
غم نہ دارم علیؑ علیؑ حیدر

کسی مکتب نہ مدرسے سے غرض
نہ ہے منطق نہ فلسفے سے غرض
نیٹشے سے نہ برکلے سے غرض
ہے فقط ایک میکدے سے غرض

جام نوشم علیؑ علیؑ حیدر
من کہ مستم علیؑ علیؑ حیدر

میرِ من شاہ و بادشاہ نجف
شاہِ من شاہ من و الہ نجف
دولتِ دل ہے خاک راہ نجف
میری دنیا ہے مہر و ماہ نجف

غوث و قُطبم علیؑ علیؑ حیدر
جا دوانم علیؑ علیؑ حیدر

زخم دل بے شمار رکھتا ہوں
گلشن باوقار رکھتا ہوں
سینۂ داغدار رکھتا ہوں
زندگی لالہ زار رکھتا ہوں

چارہ گر ہے علیؑ علیؑ حیدر
راہبر ہے علیؑ علیؑ حیدر

یہ زمانہ غلام ہے میرا
آسماں ہمکلام ہے میرا
سب سے اعلیٰ مقام ہے میرا
علیؑ حیدر امام ہے میرا

سر بلندم علیؑ علیؑ حیدر
جاودانم علیؑ علیؑ حیدر

گونج جس کی میان کوہ و دمن
جس سے قائم شجاعتوں کا چلن
سردشتِ وغا ہے جلوہ فگن
صاحبِ ذوالفقار قلعہ شکن
کبھی بو ذر ہے اور کبھی قنبر
کبھی مقداد یاسر و اشتر

ہیں غلامان حیدر و صفدر
قصرِ باطل ہے جن سے زیر و زبر
حق کا نعرہ علیؑ علیؑ حیدر
المدد یا علیؑ علیؑ حیدر

سرخ رو زیر چرخِ مینائی
تیرے بندے یہ تیرے مولائی
جن کی ہیبت ہے کفر پر چھائی
تیرے بندے علیؑ علیؑ حیدر
سر بلندے علیؑ علیؑ حیدر
یا علیؑ من سگ دیار توام

یا علیؑ نیرّ حیدر کہ مستم

بو علیؑ را غلام خستہ منم

حیدریم قلندرم مستم

نغمہ خوانم علیؑ علیؑ حیدر

دم ہمہ دم علیؑ علیؑ حیدر

(18 جولائی 1989ء)

دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

زمزمہ سنج و پر شباب
میں ہوں نوید انقلاب
ضرب میری ہے کامیاب
میں ہوں غلام بو تراب
شیشہ دل پہ رقم
دم ہمہ دم علیؑ علیؑ
دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

ساقیِ با وفا بیار
جامِ مئے ولا بیار
مشربِ صوفیا بیار
ساغرِ ھل اتیٰ بیار
مدحِ علیستؑ برلبم
دم ہمہ دم علیؑ علیؑ
دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

قلب و نظر ہدف ہدف
روح کی غذا نجف نجف

موج میری صدف صدف

کس کو ملا ہے یہ شرف

من کہ غلام قنبرم رضؓ

دم دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

دم دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

شام و سحر علیؑ علیؑ

ذکر یہ کر علیؑ علیؑ

فکر نہ کر علیؑ علیؑ

باندھ کمر علیؑ علیؑ

دشمن مرتضیٰ پہ بم

دم دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

دم دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

ظلم کی چیرہ دستیاں

جبر کی لاکھ آندھیاں

سر پہ ہزار بجلیاں

ہم ہیں مگر رواں دواں

رکنے نہ پائیں گے قدم

دم دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

دیکھ اُفق سے تا اُفق

جامِ ولاء شفق شفق

ثبت ہے یہ ورق ورق

حق ہے علیؑ امام حق

حق ہے علیؑ علیؑ قسم

دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

سرورِ سروراں علیؑ

دلبرِ دلبراں علیؑ

وجہ سکون جاں علیؑ

عشق کا آسماں علیؑ

راحت جاں تیرے قدم

دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

تیری ثناء ہے زندگی

قلب و نظر کی روشنی

شاعر و صوفی و ولی

شمس ہو یا ہو بو علیؑ

سب کی زباں پہ دم بدم

دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

مرحب و عنتر، عبدّ ود

داخل نار منی شود

باغ بہشت کی سند

نعرہ یا علیؑ مدد

نعرہ ببانگ می زنم

دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

میرِ عرب شہ حجاز

سوز تو ہی، تو ہی گداز

میں کہ نہیں ہوں پاکباز

رند ہوں یہ میری نماز

بندہ مرتضیٰ منم

دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

تیرا نظام زندہ باد
تیرا کلام زندہ باد
تیرا پیام زندہ باد
تیرے غلام زندہ باد
بڑھتے رہیں یونہی قدم
دم دم ہمہ دم علیؑ علیؑ
دم دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

عاجز و خستہ جاں منم
فخر شاہا بہ تو کنم
بر درتست من سگم
نغمہ سرا میرا قلم
نیئرؔ حیدری منم
دم دم ہمہ دم علیؑ علیؑ
دم دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

(15 مارچ 1989ء)

عشق حیدرؑ

وار دشمن کا کامیاب نہیں
بے اثر عشق بو تراب نہیں

خاک سر پر ہو اس شہنشاہ کے
جو غلام ابوتراب نہیں

زندگی اس کی کامیاب نہیں
عشق حیدرؑ میں جو خراب نہیں

جو نہ چومے علیؑ کے نقش قدم
نہیں وہ مرد انقلاب نہیں

در حیدر کے پینے والے ہیں
پینے والوں یہاں حساب نہیں

رند ہوں جام دے بنام علیؑ
اس جگہ زید شیخ و شاب نہیں

بابِ حیدر ہی بابِ جنت ہے
یہ حقیقت ہے یہ سراب نہیں
سورما ہوں گے ہر زمانے میں

میرے مولا تیرا جواب نہیں

در مشکل کشا پہ آ پہنچے
اب ہمیں کوئی اضطراب نہیں

ہم گدائے در علیؑ مولا
کون کہتا ہے ہم نواب نہیں

خارجی کا نصیب رسوائی
شرم سے کب وہ آب آب نہیں

بھیج لعنت علیؑ کے دشمن پر
اس سے بڑھ کر کوئی ثواب نہیں

مئے حب علیؑ کی کرنیں ہیں
میرے شیشے میں آفتاب نہیں

پنکھڑیاں مسکرا کے کہتی ہیں
رخ حیدرؑ ہے یہ گلاب نہیں

کون ہے جو ولا کی محفل میں
آفتاب اور ماہتاب نہیں

لاکھ علامہ ہوں علیؑ کے سوا
شہر علم نبیؐ کا باب نہیں

نیئر حیدری علیؑ کی قسم
ڈھلنے والا میرا شباب نہیں

درِ حیدرؑ

سر جھکائے در حیدر پہ گدائی کیلئے
پھر ہے بے تاب قلم مدح سرائی کیلئے

اتنا ناداں نہیں اداب وفا جانتا ہے
اپنے مولا سے اعانت کی دعا مانگتا ہے
یا علیؑ میرے قلم کو وہ جلالت دے دے
سرباطل ہونگوں جس سے وہ طاقت دے دے

سر قرطاس نئے پھول کھلائے مولا
تیرے دشمن کو سدا نیچا دکھائے مولا

یا علیؑ تیرا عدو دین پیمبر کا عدو
وہ نبی کا ہے عدو، خالق اکبر کا عدو

ہو قلم تیرے محبوں پہ دل وجاں سے نثار
نوک اس کی تیرے دشمن کے کلیجے سے ہو پار

ہو تیرے چاہنے والے پہ خدا کی رحمت
تجھ سے جو بغض رکھے اس پہ خدا کی لعنت

جانتا ہے یہ زمانہ، کہ تولائی ہوں
تیرے دشمن سے ہوں بیزار تبرائی ہوں

یا علیؑ تیری ثناء، میرے قلم کی عظمت

اس کی جنبش میں ہے پوشیدہ بہار جنت

سجدہ ریزی تیری چوکھٹ پہ ہے میری رفعت
تیری دہلیز کی مٹی ہے جبیں کی دولت

یا علیؑ مدح تیری اور میں اک عبد حقیر
میں کجا اور کجا، تیری ثناء و توقیر

اپنے دربار سے خیرات پذیرائی دے
میرے مولا مجھے کچھ جرات گویائی دے

ذوالعشیرہ، شب ہجرت، اُحد و بدر حنین
تو ہمہ نصرت حق، بہرِ رسول الثقلین

آدمؑ و نوحؑ و سلمانؑ ہو یعقوب کہ ہودؑ
ہو وہ زرتشت کہ یحییٰ کہ خلیل و داوٗدؑ

ہو وہ ہارون کہ موسیٰؑ کہ رسول عربی
نصرت ہر عہد نبوت کیلئے ناد علیؑ

تو ید اللہ، اسد اللہ تو ہے کل کا مولاؑ
تو ہے بندہ مگر ایسا کہ نصیری کا خدا

غوث ہوں، قطب کہ ابدال، قلندر کے ولی
سب کا ہے نعرہ مستانہ علیؑ مولا علیؑ مولا علیؑ

کشتِ اسلام نہ ہو تو، تو ہے ویراں ویراں
مختصر یہ کہ تیری شان ہے کل ایمان

یا علیؑ ملت بیضا پہ عجب وقت پڑا
کفر آمادۂ ہر ظلم ہے اسے عقدہ کشاء

مشکلیں ہم پہ ہیں یا حیدر صفدر مددے
سب کے مولا مددے، شیر غضنفر مددے

پھر ہمیں گھیرے ہوئے ظلم وجفا کے لشکر
دست طاغوت سے پیہم کے ستم ہیں ہم پر

جہل اور کذب کے پروردہ یہ ابنائے یزید
یہ ابوجہل یہ ابلیس، غلیظ و پلید

نفرتوں کے یہ پجاری یہ اندھیروں کے سفیر
بانی شر، یہ فسادی یہ شریر ابن شریر

ان سے پھر جنگ ہے اے غالب کل غالب
منتظر ہیں تیری امداد کے تیرے طالب

یورش کفر ہے پھر میر دلاورے مددے
پھر نئی شان ہے اے فاتح خیبر مددے

خوگرِ جام ولاء، نیرؔ حیدر کا قلم
دل مسلم کی صدا، نیرؔ حیدر کا قلم

مشکلیں ہم پہ ہیں، یا فاتح خیبر مددے
بہرِ عباس علیؑ حیدر صفدر مددے

(جولائی 1992ء)

صراط مستقیم

زمانہ جانتا ہے یہ صداقتوں کے ہم امیں
غلام مرتضیٰؑ کبھی بکے نہیں جھکے نہیں

نجف کے بادہ کش ہیں ہم، جواں ہے اپنا حوصلہ
یہ حوصلہ یہ ولولہ، یہ طنطنہ یہ دبدبہ

کلام حق ثبوت ہے علیؑ کے سر بسر ہے حق
علیؑ کی قدر و منزلت، کتاب حق ورق ورق

کلام حق ثبوت ہے دلیل ہے، جواب ہے
یداللّٰہی صفات سے بھری ہوئی کتاب ہے

بخاری و نسائی و سنن میں بیہقی میں دیکھ
علیؑ کی شانِ منقبت، کتاب ترمذی میں دیکھ

علیؑ وصی مصطفےؐ، علیؑ خلیفہ رسولؐ
حدیث مستند میں دیکھ، مقامِ شوہر بتولؑ

ہر ایک بد گہر کی اور یہ بدصفت کی موت ہے
علیؑ کا طرز زندگی، منافقت کی موت ہے

وہی تو ہیں جو خاکِ پا، رسول ذوالمنن کے ہیں
جنابِ فاطمہؑ کے ہیں، علیؑ کے بوالحسنؑ کے ہیں

نبیؐ کے نور عین کے، حسینؑ کے حسنؑ کے ہیں
خوشا نصیب وہ کہ جو غلام پنجتن کے ہیں

نہیں ہے تیرگی یہاں، یہاں تمام روشنی
یہاں خلوصِ بندگی، یہاں ہے فقر بوذری

میکا ولی سیاستیں، نہیں یہاں کا مدعا
صراط مستقیم ادھر، یہاں پیام کربلا

یہاں ولا کے جام ہیں، شباب ہیں گلاب ہیں
برنگِ آفتاب ہیں، برنگ ماہتاب ہیں

یہاں ولا کے جام سے کہ مست شیخ و شاب ہیں
منافقت سے پاک ہیں، کھلی ہوئی کتاب ہیں

جہادِ زندگی میں سرخ رو ہیں کامیاب ہیں
پیام انقلاب کون؟ غلام بوتراب ہیں

ہے خیبرِ جدید پر کہ ضرب تری شاعری
علی مرتضیٰؑ کا یہ کرم ہے نیئرؔ حیدری

☆☆☆

جنگ خیبر

پھر بزم تخیل میں نئی شمع جلی ہے
پھر دل کے گلستاں میں ہوا تازہ چلی ہے
افکار کی دنیا نئے سانچے میں ڈھلی ہے
ذکر شہ مرداں کہ بہ انداز جلی ہے
پھر طبعِ رواں مائل گلگشتِ چمن ہے
خیبر کی کہانی میرا موضوع سخن ہے
لفظوں کے گلستاں میں یہ رنگین بیانی
غنچے کی چٹک اور یہ پھولوں پہ جوانی
یہ کیف، یہ مستی، یہ ترنم یہ روانی
مولاؑ کے کرم کی ہے یہ تابندہ نشانی
مرحب کے تعاقب میں قلم دوڑ رہا ہے
خیبر کے فیصلوں کا بھرم توڑ رہا ہے
افلاک پہ پھیلی ہوئی شب کی وہ ردائیں
وہ جنگ کا میدان، وہ خیبر کی فضائیں
وہ شوق وہ بیتابی دل اور وہ دعائیں
وہ پرچم اسلام پہ حسرت کی نگاہیں

یہ مرتبہ، یہ جاہ و حشم کس کو ملے گا
حسرت تھی سحر ہوگی، علم کس کو ملے گا

تاراج کیا نور نے ظلمات کا ڈیرا
کافور ہوا رات کی چادر کا اندھیرا
مُسکایا ہر اک شاخ پر گلرنگ سویرا
لہرانے لگا خسروِ خاور کا پھریرا

آواز دی پیغمبرِ ذیشاں نے علیؑ کو
اس صاحب پرچم کو امام ازلی کو

فرمایا یہ محبوب یہ جی دار ہے میرا
جی دار ہے، جرار ہے کرار ہے میرا
ہر دشتِ وغا میں یہی سالار ہے میرا
یہ حیدرِ صفدر کہ علمدار ہے میرا

ہے دستِ خدا، شیر الٰہی میرا بھائی
کام اس کا ہے خیبر شکنی قلعہ کشائی

مرحب سر میدان وغا جھومتا آیا
اژدر تھا کہ پھن مارتا پُھنکارتا آیا
طاقت کے نشے میں جو شقی گھومتا آیا
خود اپنے لئے دست قضاء ڈھونڈتا آیا

مرحب ہے میرا نام کوئی بھول نہ جائے
کس ماں کا ہے بیٹا جو میرے سامنے آئے

للکار کے شیر حمدی نے یہ پکارا
تو نارِ ہے تو نحس ہے سن اے ستم آراء
تقدیر میں تیرے ہے جہنم کا کنارا
دیکھا نہیں تو نے میری شمشیر کا دھارا

تو ہل نہ سکے گا کہ تن و توش ہیں بھاری
لو جان سنبھالوں کہ میری ضرب ہے کاری

میں حیدرِصفدر ہوں، غضنفر ہوں، علیؑ ہوں
میں اشجعِ عالم ہوں، دلاور ہوں، علیؑ ہوں
غازی ہوں، مجاہد ہوں، بہادر ہوں،علیؑ ہوں
پر سینہ گمراہ پر خنجر ہوں علیؑ ہوں

حق پر ہوں میں اسلام کی عظمت کا امیں ہوں
میں فتح مبیں، فتح مبیں، فتح مبیں ہوں

ہر جنگ میں، پنجہ داور ہوں، علیؑ ہوں
میں فاتحِ اعظم ہوں، مظفر ہوں، علیؑ ہوں
میں بحرِ شجاعت کا شناور ہوں، علیؑ ہوں
مرحب میں تیری موت کا ساماں ہوں علیؑ ہوں

تو کیا ہے کہ میں قاتل ہر لات و ہُبل ہوں
میں تیرے لئے موت ہوں، پیغامِ اجل ہوں

چشمِ فلک پیر نے دیکھا یہ نظارا
ضربِ اسد اللہ تھی کہ بجلی کا شرارا
شمشیر دوسر چمکی تو مرحب تھا دو پارا
باقی نہ رہا کفر کو اب جنگ کا یارا

بیساختہ جبریلؑ پکارے کہ پیمبر
یہ فتح مبارک ہو بنام علیؑ حیدر

یہ رنگ یہ انداز سخن نیئر حیدر
مولاؑ کے لئے ہے میرا فن نیئر حیدر
دیکھیں نہ کبھی رنج و محن نیئر حیدر
یہ اہل ولاء اہل وطن نیئر حیدر

آباد ہوں خاصان ولاء نیئر حیدر
ہے میری دعا سب کی دعا نیئر حیدر

(24 اگست 1987ء)

شہادت امیر المومنین علیؑ

سینہ شب ہے درد سے پامال
بام و در پر ہے مرانی چھائی
چاند بھی ہے کفن میں لپٹا ہوا
رات بھی ہے لہو میں نہلائی

زندگی کا نظام برہم ہے
سہمی سہمی فضائے عالم ہے

آج تھرا رہے ہیں لوح و قلم
عرش بھی رو رہا ہے زار و قطار
سبز گنبد نے پہنا جامہء غم
کعبتہ اللہ کی گر گئی دیوار

کرب ہے دکھ ہے آہ و زاری ہے
آج کی رات کتنی بھاری ہے

ہم سے رخصت ہیں آج نفسِ رسولؐ
خوں میں ڈوبے ہیں منبر و محراب
غم سے نڈھال مسجد نبویؐ
صحن اقصیٰ ہے آنسوؤں سے پر آپ

آج کی شب، شب قیامت ہے
مرتضیٰؑ بوالحسن کی رحلت ہے

آج دُلدل سے چھن گیا ہے سوار
آج قنبر سے ہے جدا آقا
آج ہے ذوالفقار، مہرُ بہ لب
آج زینب کی چھن گئی ردا

اب ہے ناموسِ احمدِ مختارؐ
کوفہ و شام کے کھلے بازار

منزل نینوا سے کوفہ و شام
در بہ در آج سے ہے آل رسولؐ
اب مقدر ہے آل اطہرؑ کا
دشت و بادِ سموم و کار ببول

پا برہنہ رواں ہے سینہ فگار
ایک بیمار قافلہ سالار

نوکِ نشتر ہے آج نوکِ قلم
شدتِ غم سے پھٹ رہا ہے جگر
ہاتھ سینے پہ اشک آنکھوں میں
خاک اڑا سر پہ نیئرؔ حیدر

آج کی شب قیامت ہے
مرتضیٰؑ بو الحسن کی رحلت ہے

(9 اگست 1981ء)

ولائے حسنؑ

جان وجانان من، دین و ایمان من
دین و ایمان من، ہے ولائے حسنؑ
جاں فدائے حسنؑ، خوش ادائے حسنؑ

میرے آقا حسنؑ
میرے مولا حسنؑ

اے امام دوئم، سید ذی چشم
تو سراپا کرم، اے امام امم
ترے نقشِ قدم، سب ہیں لعل و یمن

میرے آقا حسنؑ
میرے مولا حسنؑ

واہ ابن علیؑ، تیری کیا شان ہے
تیری ہر اک ادا رمزِ قرآن ہے
راحتِ جاں ہے، تیرا ذکر حسنؑ

میرے آقا حسنؑ
میرے مولا حسنؑ

تو ہے مولا شباب بہشت بریں
تو سراپا یقین بالیقین، بالیقین
تو ہے خُلقِ نبیؐ، سیرت بوالحسن

میرے آقا حسنؑ
میرے مولا حسنؑ
تیرے حِلم و تحمل کی کیا بات ہے
تیرے صلح سے طاغوت کو مات ہے
تو کہ صلح و امن کی ہے پہلی کرن
میرے آقا حسنؑ
میرے مولا حسنؑ
تو کہ فضل و عنایت کی برسات ہے
تیرے دامن میں رحمت کی بہتات ہے
میرے سبز قباء، تو نکھارِ چمن
میرے آقا حسنؑ
میرے مولا حسنؑ
پھر وہ نعرہ لگے، نیئرؔ حیدری
جن سے باطل کی دنیا میں ہو تھر تھری
یا نبیؐ یا علیؑ، نعرہ پنجتن
میرے آقا حسنؑ
میرے مولا حسنؑ

☆☆☆

ولادت امام حسنؑ و جشن نوروز

بے خودی آج کہ پھر حد سے بڑھی جاتی ہے
آج کل خاص نشہ بادُہ گلفام میں ہے
رنگ کچھ اور ہے پھر شیشہ و پیمانے کا
یوں لگے دولت کونین میرے جام میں ہے
مئے دو آتشہ ساقی کہ پلانے آیا
جشنِ نوروز میں میلادِ حسنؑ بھی لایا
صحنِ عالم میں وہ خوشیاں ہیں کہ دل جھومتے ہیں
اس برس خاص یہ اللہ کا احسان بھی ہے
سبطِ اکبرؑ کا ہے میلاد علیؑ تخت نشیں
جشن نوروز بھی ہے، نیمہ رمضان بھی ہے
ساعتِ نیک کہ پھر آئی بڑی دیر کے بعد
پھر مقدر نے ضیاء پائی بڑی دیر کے بعد
اس طرف جشن ولایت سرِ میدانِ غدیر
اُس طرف لاتے ہیں تشریف امام دوئم
اس طرف نفس نبی تخت پہ ہیں جلوہ فگن
اُس طرف بعثت سبط دوسرا شاہ امم

عرش اور فرش کے نغموں میں بہے جاتے ہیں
گلِ زہرہؑ حسنؑ سبز قبا آتے ہیں

گل کدے مست ہیں نوروز کے پیمانوں سے
مژدہ اے بادہ کشوں پینے کا موسم آیا
اس پہ میلاد حسنؑ یعنی امام ابن امام
ہر طرف نور ہے ایک نورِ مجسم آیا

گھر میں زہرہؑ و علیؑ کے ہے ضیاؤں کا ہجوم
آتے ہیں سیدِ معصوم امامِ مسموم

ہو مبارک تمہیں شیعوں یہ مبارک لمحے
آج آتے ہیں جہانان جناں کے سردار
آج پھر دھوم مچاتے ہیں غلامان علیؑ
آج آتے ہیں حسنؑ دوش محمدؐ کے سوار

جشن نوروز میں میلاد حسنؑ کی گھڑیاں
ہاں علیؑ والو مبارک تمہیں دونوں خوشیاں

دلبرِ فاطمہؑ زہرہ، دل و دلبند علیؑ
پیکرِ صبر و رضا ملت بیضا کا امامؑ
سطوتِ آل اُمیہ کو شرمسار کیا
امن عالم کی سند اب بھی حسن کا پیغام

صُلح کی شمع کو روشن سرِ افلاک کیا
ابوسفیان کے بیٹے کا بھرم چاک کیا

راحت قلب ونظر ہیں یہ امام ابن امامؑ
سبطِ اکبر خلف شیر الٰہیٰ ہیں حسنؑ

کس کی جرات کہ امامت پہ اُٹھائے اُنگلی
دوسری صدق امامت پہ گواہی ہیں حسنؑ

السلام ابن علیؑ تیری نشانی پہ سلام
کربلا میں تیرے قاسمؑ کی جوانی پہ سلام

خاص مجھ پر یہ کرم شبرؑ و شبیرؑ کا ہے
رائیگاں ہو نہیں سکتا میری محنت کا ثمر

چھیڑتا جب بھی ہوں میں ساز ولاء پر نغمے
داد پاتا ہوں بھری بزمِ سے نیئرؔ حیدر

میرے ہر شعر پہ پھر شور ہے سبحان اللہ
بزمِ میلاد حسنؑ میں یہ قصیدہ واہ واہ

(15 رمضان بمطابق 21 مارچ 1992ء)

حسینؑ بادشاہ حسینؑ

وفا کا گلستان حسینؑ
خلوص کا جہاں حسینؑ
امیر اِنس وجاں حسینؑ
امام دو جہاں حسینؑ
ہے حق کا ترجماں حسینؑ
خدا کا راز داں حسینؑ
دلوں کی ہے دوا حسینؑ

حسین بادشاہ حسینؑ
شہید کربلا حسینؑ

دلوں کا مدعا حسینؑ
ہمارا آسرا حسینؑ
وہ بندہِ خدا حسینؑ
وہ مردِ حق نما حسینؑ
ہے سبطِ مصطفیٰؐ حسینؑ
تو جانِ مرتضیٰؑ حسینؑ
تو سب کا دلربا حسینؑ

حسینؑ بادشاہ حسینؑ
شہید کربلا حسینؑ

ہے گری لہو حسینؑ
حیات کی نمو حسینؑ
نبیؐ کی بوٗو خو حسینؑ
علیؑ کا ماہر و حسینؑ
ہماری آرزو حسینؑ
ہماری جستجو حسینؑ
ہے تیرا نقش پا حسینؑ
حسینؑ بادشاہ حسینؑ
شہید کربلا حسینؑ
تو ابنِ سیدہؑ حسینؑ
تو قلبِ فاطمہؑ حسینؑ
بہشت کی ہوا حسینؑ
ہے تیری گردِ راہ حسینؑ
یہ گرد کیمیا حسینؑ
یہی تو ہے دوا حسینؑ
یہی تو ہے شفا حسینؑ
حسینؑ بادشاہ حسینؑ
شہید کربلا حسینؑ

تو نورِ آگہی حسینؑ
خرد کو روشنی حسینؑ
جنوں کی سرخوشی حسینؑ
تجھ ہی سے سروری حسینؑ
تو ہے شہنشیں حسینؑ
تو ہے قلندری حسینؑ
تو حق کا راستہ حسینؑ

حسینؑ بادشاہ حسینؑ
شہید کربلا حسینؑ

بشر کی عظمتیں حسینؑ
تیری عبادتیں حسینؑ
تجھ ہی سے رفعتیں حسینؑ
تجھ ہی سے سطوتیں حسینؑ
دلوں کی دھڑکنیں حسینؑ
تری قرابتیں حسینؑ
صدائے دل سدا حسینؑ

حسینؑ بادشاہ حسینؑ
شہید کربلا حسینؑ

تری تجلیاں حسینؑ
شفق کی سرخیاں حسینؑ
سجودِ قدسیاں حسینؑ
تری بلندیاں حسینؑ
تری کہانیاں حسینؑ
لہو کی گرمیاں حسینؑ
تو رنگ تو ضیاء حسینؑ
حسینؑ بادشاہ حسینؑ
شہید کربلا حسینؑ

ہے اس کی بندہ پروری
جواں ہے میری شاعری
ہے رتبہِ سخنوری
حسینؑ کی ثناء گری
ہے فکر کی یہ برتری
پکار نیئر حیدری
قلم کا دبدبہ حسینؑ
حسینؑ بادشاہ حسینؑ
شہید کربلا حسینؑ

یا حسین علیہ السلام

وہ کون جان انقلاب
وہ کون حق کا انتخاب
ہے کس کی ضرب کامیاب
و کربلا کا آفتاب
وہ شہ وہ بادشاہ حسینؑ
ہمارا نعرہ یا حسینؑ
یا حسینؑ شہ حسینؑ
ہے سب سے معتبر حسینؑ
حسینؑ شیرِ نر حسینؑ
وہ اک نئی سحر حسینؑ
وہ نورِ بحر و بر حسینؑ
ضیاء مہر و ما حسینؑ
ہمارا نعرہ یا حسینؑ
یا حسینؑ شہ حسینؑ

حسینؑ اپنی جان ہے
اسی سے آن بان ہے
وہی تو اپنی شان ہے
وفا کا آسمان ہے
دلوں کی ہے صدا حسینؑ
ہمارا نعرہ یا حسینؑ
یا حسینؑ شہ حسینؑ
وہ جان سے گزر گیا
مگر وہ کام کر گیا
جہاں میں دینِ مصطفیؐ
اسی نے زندہ کر دیا
ہے نقشِ لا الہ حسینؑ
ہمارا نعرہ یا حسینؑ
یا حسینؑ شہ حسینؑ
اِسی سے رسمِ زندگی
اِسی سے بزمِ زندگی
ہے روشنی ہی روشنی
مٹا دی اس نے تیرگی
ہے نورِ کبریا حسینؑ

ہمارا نعرہ یا حسینؑ
یا حسینؑ شہ حسینؑ

نبوتوں میں صف بہ صف
اُسی کا ذکر ہر طرف
اِماموں کا ہے شرف
کہ شیرِ حق کا ہے خلف
ہے فخرِ انبیاء حسینؑ

ہمارا نعرہ یا حسینؑ
یا حسینؑ شہ حسینؑ

ہر ایک سانس کا بھرم
اُسی کا ذکر دم بدم
وہی ہے منبعِ کرم
وہی ہے شمعِ حرم
ہماری قبلہ گاہ حسینؑ

ہمارا نعرہ یا حسینؑ
یا حسینؑ شہ حسینؑ

قرارِ جاں قرارِ دل
حسینؑ سے بہارِ دل

حسینؑ لالہ زارِ دل
اسی سے ہے شرارِ دل
ہے دل کا مُدعا حسینؑ
ہمارا نعرہ یا حسینؑ
یا حسینؑ شہ حسینؑ

یہ نام ہی بنائے دل
اسی سے دل لبھائے دل
یہی ہے کیمیائے دل
دوائے دل، دوائے دل
ہے تیرا نقش پا حسینؑ
ہمارا نعرہ یا حسینؑ
یا حسینؑ شہ حسینؑ

ہو حق کی کامرانیاں
اُسی کی جانفشانیاں
بکھیر دی کہانیاں
نثار کی جوانیاں
حسینؑ حق نما حسینؑ
ہمارا نعرہ یا حسینؑ

یا حسینؑ شہ حسینؑ
وہ سوز بھی ہے ساز بھی
عبادتوں کا راز بھی
وہ فخر ہر نماز بھی
وہ راز بھی نیاز بھی
بنائے لا الہٰ حسینؑ
ہمارا نعرہ یا حسینؑ
یا حسینؑ شہ حسینؑ
رسالتیں حسینؑ سے
امامتیں حسینؑ سے
ولایتیں حسینؑ سے
شہادتیں حسینؑ سے
شہید کربلا حسینؑ
ہمارا نعرہ یا حسینؑ
یا حسینؑ شہ حسینؑ
وہ دل نگار و دلستاں
محبتوں کا ایک جہاں
اُسی سے ہے رواں دواں
ہے اہلِ دل کا کارواں
جمالِ خوش ادا حسینؑ
ہمارا نعرہ یا حسینؑ

یا حسینؑ شہ حسینؑ

ہے رونقِ چمن حسینؑ

گلوں کا بانکپن حسینؑ

متاعِ جان وتن حسینؑ

ہماری انجمن حسینؑ

دلوں کا رابطہ حسینؑ

ہمارا نعرہ یا حسینؑ

یا حسینؑ شہ حسینؑ

حسینیت جمال ہے

حسینیت جلال ہے

حسینیت کمال ہے

یزیدیت زوال ہے

ہمیں یہی سکھا گیا حسینؑ

ہمارا نعرہ یا حسینؑ

یا حسینؑ شہ حسینؑ

☆☆☆

حسینؑ ہی حسینؑ

جدھر اٹھائیے نظر
اُسی کا رنگ جلوہ گر
صدف صدف گہُر گہُر
حجر حجر! شجر شجر
خلوص دل سے دیکھیے
حسینؑ ہی حسینؑ ہے
روش روش نگر نگر
حسینؑ شان بحر و بر
جمال شب اُسی سے ہے
وہی ہے مطلع سحر
شفق کی سرخیوں میں بھی
حسینؑ ہی حسینؑ ہے
گلوں کی سرخیاں حسینؑ
بہارِ گلفشاں حسینؑ
چمن چمن رواں حسینؑ
نشاط بیکراں حسینؑ

گل و سمن کی زندگی
حسینؑ ہی حسینؑ ہے

وہ سرِ حق وہ راز حق
اِسی سے تگ و تاز حق
بلند تر ز جبریلؑ
وہی ہے شہباز حق
رضائے حق کی بندگی
حسینؑ ہی حسینؑ ہے

مقامِ آدمی حسینؑ
فرازِ آگہی حسینؑ
نبوتوں کو ناز ہے
وہ تیری بندگی حسینؑ
یہ کہہ رہا ہے ہر نبی
حسینؑ ہی حسینؑ ہے

جمال بھی جلال بھی
عروج بھی کمال بھی
وہ حسن بے مثال بھی
وہ عشق لا زوال بھی

ہے جس پہ عشق منتہی
حسینؑ ہی حسینؑ ہے

جلالِ آفتاب میں
جمالِ مہتاب ہے
وہ حسن جو ہے موجزن
چمن کے ہر گلاب میں
چمن چمن کلی کلی
حسینؑ ہی حسینؑ ہے

اُسی سے کامرانیاں
اُسی سے ضوفشانیاں
عرق عرق جبیں کفر!
اُسی کی مہربانیاں
ہے ظلم کی شکستگی
حسینؑ ہی حسینؑ ہے

یزیدیت سے جنگ ہے
حسینیت کا رنگ ہے
کہ عرصہ حیاتِ ظلم
حسینیوں سے تنگ ہے

حسینیوں کی سرخوشی
حسینؑ ہی حسینؑ ہے
جہاد حق کے غازیوں
دلاوروں مجاہدوں
اٹھو یہ عصر نو کو پھر
پیام دو حسینیوں!
مدارِ شرف آدمی
حسینؑ ہی حسینؑ ہے

وہ سجدہ جس پہ ناز ہے
خدائے بے نیاز کو
دوام جس نے بخش دی
صدائے حق کے ساز کو
صدائے حق کی نغمگی
حسینؑ ہی حسینؑ ہے
نبوتیں حسینؑ سے
امامتیں حسینؑ سے
شہادتوں کو ناز ہے
شہادتیں حسینؑ سے

حقیقتوں کی برتری
حسینؑ ہی حسینؑ ہے
اُسی سے اپنا حوصلہ
اُسی سے اپنا ولولہ
یزیدیت کے قصر میں
حسینیت سے زلزلہ
پکار نیئرؔ حیدری
حسینؑ ہی حسینؑ ہے

☆☆☆

داستان کربلا

اس عرصہ گاہ زندگی میں پھول بھی ہیں خار بھی
یہ جادہ حیات، تاج و تخت بھی ہے دار بھی
یہ نغمہ ہزار بھی لہو کی ہے یہ دھار بھی
یہ امن کی ہے فاختہ، تو جنگ کا شرار بھی

جہانِ بے ثبات میں وہی مقام پا گیا
لہو کی دھار سے جو نقشِ جاوداں بنا گیا

متاعِ زندگی کمال جراتِ حسینؑ ہے
قدم قدم گہر فشاں، صداقتِ حسینؑ ہے
غریب و سادہ مگر یہ عظمت حسینؑ ہے
یہ داستان کربلا، کہ سطوتِ حسینؑ ہے

ہے بندگی کی انتہا یہ داستان کربلا
فرازِ عظمت بشر ہے امتحان کربلا

صداقتوں کا ترجماں ہے داستان کربلا
ازل سے تا ابد رواں ہے داستان کربلا
جراحتوں سے گلفشاں ہے داستان کربلا
میرے وجود کا نشاں ہے داستاں کربلا

متاع جان و دل ہے کیا یہ آرزو ہے کربلا
وہ قوم کیا مٹے گی جس کی جستجو ہے کربلا

یہ قوم وہ کہ جس کا میر کارواں حسینؑ ہے
یہ قوم جس کی محفلوں کے درمیاں حسینؑ ہے
یہ قوم جس کی دھڑکنوں کا ترجماں حسینؑ ہے
یہ قوم جس کی عظمتوں کا پاسباں حسینؑ ہے

متاعِ زندگی کی سب روانیاں حسینؑ سے
رگوں میں موجزن لہو کی گرمیاں حسینؑ سے

غمِ حسینؑ کی عظیم دولتیں لئے ہوئے
غبارِ راہ کربلا کی عظمتیں لئے ہوئے
لبوں پہ یا حسینؑ کی صداقتیں لئے ہوئے
یہ قوم ہے حسینیت کی مشعلیں لئے ہوئے

ڈٹی رہے گی حشر تک یہ شیطنت کے سامنے
یہ قوم ساری ایک ہے، یزیدیت کے سامنے

قدم بڑھاؤ ساتھیوں ہے سر پہ سایہ علم
دلاوروں مجاہدوں ہے سر پہ سایہ علم
رہِ وفا کے غازیوں ہے سر پر سایہ علم
بڑھے چلو حسینیوں ہے سر پہ سایہ علم

جہادِ زندگی میں سرخرو ہیں باوقار ہیں
شہادتوں کی جستجو کے ہم ہی ورثہ دار ہیں

دلوں میں یہ کدورتیں روا نہیں ہیں دوستو
یہ بغض یہ عداوتیں روا نہیں ہیں دوستو
قدم قدم پہ نفرتیں روا نہیں ہیں دوستو
یہ لغزشیں، کدورتیں روا نہیں ہیں دوستو
سبق وہ کربلا کا کیا نہیں ہے یاد دوستو
حسینؑ ہم سے مانگتا ہے اتحاد دوستو

سنائے جا پھر عصر نو کو کربلا کی داستاں
لٹی ہوئیں وہ چادریں، خیام وہ دھواں دھواں
بنام خون تشنگاں لہو کی موج ہو رواں
حسینؑ حسینؑ کی صدا منافقت کی موت ہے
یہ خون ہی حسینیوں یزیدیت کی موت ہے

☆☆☆

غمِ حسینؑ

دہر میں جو بھی ہے وہ فانی ہے
ہے مگر جاوداں حسینؑ کا غم

یہ علّم تازیہ یہ سینہ زنی
جراتوں کے نشاں حسینؑ کا غم

داغ آؤ گناہ کے دھو ڈالیں
ہے اک آب رواں حسینؑ کا غم

جس سے باطل کا قصر لرزاں ہے
ہے وہ حق کی اذاں حسینؑ کا غم

پتھروں کو بھی موم کر ڈالے
ہے وہ سوزِ بیاں حسینؑ کا غم

یہ زمیں تک کہاں رہے محدود
ہے سر آسماں حسینؑ کا غم

صف بہ صف ماتمی ستارے ہیں
ہے سر کہکشاں حسینؑ کا غم

شورِ زنجیر، نوحہ و ماتم
رہے ہر دم جواں حسینؑ کا غم

وہی انسانیت ملے گی تجھے
ہو میسر جہاں حسینؑ کا غم

قطب، ابدال ہوں کہ غوث و ولی
دلبرِ دلبراں حسینؑ کا غم

ہر زمانے میں نیرؔ حیدر
نعرہ عاشقاں حسینؑ کا غم

☆☆☆

سرکارِ وفاؑ

مشغلہ زیست کا ہے مدح و ثنائے عباسؑ
سجدہ گاہ ہے میری خاکِ کفِ پائے عباسؑ
ضوفگن ہے میرے سینے پہ ضیائے عباسؑ
میں ہوں اور سامنے ہے جامِ ولائے عباسؑ

ہاتھ میں دامنِ سقائے حرم رکھتا ہوں
سر درِ حضرت عباسؑ پہ خم رکھتا ہوں

کعبہ دل تیرے قدموں کی زیارت عباسؑ
قبلہ جاں تیرے روضے کی جلالت عباسؑ
دین میرا تیری دہلیز کی خدمت عباسؑ
میرامذہب تیری چوکھٹ پہ عبادت عباسؑ

ذکر تیرا ہے میری زیست کا عنواں عباسؑ
نام تیرا میرے ہر درد کا درماں عباسؑ

خاکِ صحرا پہ تیری جلوہ نمائی عباسؑ
کفر کو ہے تیری ہیبت سے دُہائی عباسؑ
علقمہ کے وہ کنارے وہ ترائی عباسؑ
معترف تیری وفا کی ہے خدائی عباسؑ

طُور روشن تیرے کردار کی تابانی کا
ہر زباں پر ہے فسانہ تیری قربانی کا

تیری ضربت تھی کہ تھا قہر الٰہی عباسؑ
ردِ باطل ہے تری ژرف نگاہی عباسؑ
دل فطرت پہ ہے محکم تیری شاہی عباسؑ
مہر گردوں تیری عظمت کی گواہی عباسؑ

جانِ زہرہؑ و علیؑ شیرِ غضنفر عباسؑ
ہو بہو جنگ میں ہے حمزہؑ و جعفرؑ عباسؑ

ظلم کی تیرہ شبی میں تو اُجالا عباسؑ
قمرِ آلِ محمدؐ شہ والا عباسؑ
چمنِ مرتضوی میں گل لالہ عباسؑ
صف جنگاہ میں جرار و جیالا عباسؑ

جس کی نس نس میں رچی نگہت و خوشبوئے حسینؑ
جس کا مقصود نظر جنبش ابروئے حسینؑ

مہ تابان علیؑ مہر درخشان علیؑ
دل و دلبند علیؑ یوسفِ کنعان علیؑ
جان و جاناں علیؑ خسروِ خوبان علیؑ
تو ہے عباس علیؑ سروِ گلستان علیؑ

دامنِ شامِ لہو رنگ و عنابی تجھ سے
بادہ کرب و بلا تندو گلابی تجھ سے
یہ صداقت یہ جلالت یہ شجاعت تیری
یورش تیر و تبر میں یہ عبادت تیری
مشعلِ مقصد اسلام ہے جرات تیری
دوڑتی ہے رگِ ملت میں حرارت تیری
تیری چتون سے عیاں صولت شبیریؑ ہے
کربلا تیرے ارادوں کی جہانگیری ہے
ہے سراپا ترا سرمایہ اثرِ رنگِ بہار
تو ہمہ گلبدنی فوج حسینی کے وقار
روکش شمس و قمر ہے تیرے چہرے کا نکھار
جس پہ قرباں ہوں دل و جاں سے غزالان نثار
رشکِ شمشاد قداں، قامت رعنا تیرا
پرتوِ نورِ امامت رخِ زیبا تیرا
غلغلہ رن میں ہے عباسؑ جری آتے ہیں
ہاشمیؑ مطلبیؑ مصطفوی آتے ہیں
ہمہمہ ہے کہ ولی ابن ولی آتے ہیں
دبدبہ ہے لب ساحل ہے علیؑ آتے ہیں

تیغ عباسؑ کی پیغام فنا لائی ہے
بھاگ جاؤ کہ قضا سر پہ چلی آئی ہے

بولے عباسؑ لعینوں تمہیں ہم جانتے ہیں
کون ہو کس سے ہو کیا ہو تمہیں پہچانتے ہیں
نہر قبضے میں تمہارے یہ نہیں مانتے ہیں
ہیچ ہو گرد ہو کب ہم تمہیں گردانتے ہیں

لوّ کے پھر تولے ہوئے تیغاِ دو دم آتے ہیں
بزدلوں گھاٹ سے ہٹ جاؤ کہ ہم آتے ہیں

رن میں پھر تیغِ ید اللہ سے ہوا حشر بپا
جان کی سب کو پڑی تھی سرِ میدان وغا
لب ساحل پر بہشتی نے جو نیزہ گاڑھا
حلق جلتا تھا، مگر نہر سے پانی نہ پیا

خیمہ و تشنہ و مظلوم کی غمخواری ہے
یہی آئیں یہی رسمِ وفاداری ہے

لاکھ پرواز پہ ہوں عقل و خرد کے پروبال
مل سکے گی نہ کبھی تیری شجاعت کی مثال
رہیں جب تک فلکِ پیر کے یہ بدروہلال
غیر ممکن ہے کہ آئے تیری عظمت پہ زوال

چادرِ زینبؑ مضطر ہو کہ پرچم تیرا
حشر تک زندہ و جاوید ہے ماتم تیرا

عشق زندہ ہے علمدار کے افسانے سے
چھیڑ اچھی نہیں عباسؑ کے دیوانے سے
تجھے پینا ہے تو پی لے اسی میخانے سے
ناپ معیار وفا کو اسی پیمانے سے

نغمہ دل کی تڑپ ہے تو اسی تار سے ہے
زندگی ہے تو بس عباسؑ کی سرکار سے ہے

تشنہ کاموں کیلئے جان لٹانے والے
پیاسے بچوں کیلئے نہر پہ جانے والے
اپنے بازو لب ساحل پہ کٹانے والے
زور میں تیروں کے مشکیزہ بچانے والے

اک نظر نیئر حیدر پہ بھی داتا عباسؑ
میرے داتا،میرے آقا، میرے مولا عباسؑ

سرکارِ وفاؑ

ہاں اے دل خونیں نوا
پھر ہو وفا کا تذکرہ
مدحت ہو پھر سرکار کی
شہ کے علمبرؑدار کی
ذکرِ ولی ابن ولی
شیرِ نیستان علیؑ
اہل وفا کا ہے بھرم
عباسؑ سقائے حرم
ہاں اے قلم ہو مشکبو
رہ جائے اپنی آبرو
گو مرحلہ دشوار ہے
اس کی بڑی سرکار ہے
ہاں اے زباں جرات دکھا
مستی میں آ نعرہ لگا
عباسؑ غازی المدد
شیرِ حجازی المدد

عباسؑ ایمان وفا
وہ شوکت و شان وفا
عہدِ درخشان وفا
وہ مہر تابان وفا
اک عہد پیمان وفا
تفسیرِ قرآن وفا
فوج شقی پہ خندہ زن
جس کی نگاہِ تیغ زن
میر شجاعان زمن
وہ کربلا کا بانکپن
جرات نشاں جس کی پھبن
سروِ ریاض پنجتنؑ
وہ گلعزار بوالحسنؑ
شبیر کا حسن چمن
دشتِ وغا میں معتبر
تیغِ ید اللہ سر بسر
شبیرؑ ہے اک آسماں
اس پر قمر عباسؑ ہے

شبیریت خیر العمل
اس کا ثمر عباسؑ ہے
ظلمت کی کالی رات میں
نورِ سحر عباسؑ ہے
ہم دل جلوں کی آس ہے
دل کی ضیاء عباس ہے

لختِ دل زہرؑہ کہیں
زینبؑ کے سر سایہ کہیں
مولا کہیں سرور کہیں
ہادی کہیں رہبر کہیں
غازی کہیں صفدر کہیں
حمزہ کہیں جعفر کہیں
نورِ دل حیدر کہیں
شبیرؑ کا دلبر کہیں
ام البنینؑ کے چاند کو
رشکِ مہ انور کہیں
دولت کہیں شوکت کہیں
اسلام کی نصرت کہیں

گوہر کہیں، یکتا کہیں
ساحل کہیں، دریا کہیں
اے شیرِ مست کربلا
حیراں ہیں کیا کیا کہیں

وہ ابنِ سلطان عرب
ہر اک ادا اُس کی غضب
چتون غضب، تیور غضب
شمشیر کے جوہر غضب
آنکھوں کی وہ سرخی غضب
اس شیر کی مستی غضب
دُلکی غضب پھرتی غضب
رہوار کی تیزی غضب

جب جانب وہ ساحل بڑھا
للکارتا شیر جری
ہر سو صف جنگاہ میں
اک تھرتھری سی چھا گئی
اک شیر تھا بپھرا ہوا
رن خوف سے سہما ہوا

اک شور تھا آئی قضا
دم اشقیاء کا گُھٹ گیا

یوں تیغِ براں کی چمک
جیسے ہو شعلوں کی بھڑک
ہر وار تھا یوں بے دھڑک
جیسے ہو بجلی کی کڑک
جس سمت جاتی تھی لپک
سینوں میں دل کرتے تھے دھک

غُل تھا سما سے تا سمک
ہے سر پہ جلادِ فلک

سر کاٹتی تھی بے جھجک
اک قہر تھی اُس کی دمک
اُس کی جھپک اُس کی لپک
اُس کی تھرک اُس کی لچک
چھوڑ آئی اُس کی اک جھٹک
کِشتوں کے پشتے دور تک

تھا نہر پہ یوں وہ جری
جس طرح خیبر میں علیؑ

پیاسی زبانوں کی قسم
پژمردہ جانوں کی قسم
ساحل پہ ہیبت کی قسم
تیری جلالت کی قسم
تا حشر قائم ہو گیا
قبضہ ترائی پر ترا
پرچم تیرا لہرائے گا
غازی تو ہی کہلائے گا

میں اور تیری منقبت
مولا عنایت ہے تیری
حاضر سرِ فرش عزا
مولا یہ نیئر حیدری
اہل عزا پہ ہو کرم
اے شاہِ سقائے حرم
اے شاہ سقائے حرم
اہل عزا پہ ہو کرم

(17-08-1988)

درِ عباسؑ

سربلند حق و صداقت کے علم کرتا ہوں
قبلہ رخ سوئے حرم نوک قلم کرتا ہوں
مدحتِ حضرت عباسؑ رقم کرتا ہوں
ذکر سقائی سقائے حرم کرتا ہوں

آمد فصل بہاری ہے چمن جھومتا ہے
مدحِ سرکار وفا میں میرا من جھومتا ہے
سگِ سرکارِ وفا ہوں میں بھرم رکھتا ہوں
بندہِ عشق ہوں میں جاہ وحشم رکھتا ہوں

حال پہ اپنے جو غازی کا کرم رکھتا ہوں
حوصلہ رکھتا ہوں، دل رکھتا ہوں دم رکھتا ہوں
در عباسؑ پہ سجدوں کے ثمر پاتا ہوں
لاکھ مشکل ہو، دلیرانہ گزر جاتا ہوں

چند ٹوٹے ہوئے مصرعے ہیں بصد عجز و نیاز
پیش سرکارِ وفا ہیں کہ وہ ہیں بندہ نواز
اور بڑھ جائے میری فکرِ رسا کی پرواز
ذکر عباسؑ ہے کرتا ہوں وضو بہرِ نماز

ذکر شبیرؑ کے بھائی کا علمدارؑ کا ہے
میرے غازی میرے عباسؑ کی سرکار کا ہے
میری سوچوں پہ تیری سوچ تیرا سایہ ہے
عشق تیرا مرے ایمان کا سرمایہ ہے

جب تصور در عباسؑ سے ہو آتا ہے
باغِ فردوس سے خوشبو یہ اُڑا لاتا ہے
خاک و دل ہے کہ عباسؑ کا دیوانہ نہیں
وہ ہے کم ظرف کہ جس ہاتھ یہ پیمانہ نہیں

دل شبیر کی دھڑکن ہیں صدائیں عباسؑ
شاہ عباسؑ، شہنشاہ وفا ہیں عباسؑ
قمرِ آل عباؑ، عُقدہ کشا ہیں عباسؑ
فاطمہؑ اور دلِ حیدرؑ کی دعا ہیں عباسؑ

جس طرح حیدرِ صفدر تھے مددگار نبیؐ
کربلا میں یہ مددگار حسینؑ ابن علیؑ
نصرتِ شاہ پہ کمر بستہ وفا کی سرکار
کفر کے سر پہ چمکتی ہے علیؑ کی تلوار

دیکھ کر تیغِ یدُ اللہ کی بڑھتی ہوئی دھار
خوف ہے فوج یزیدی کو ہے لرزے کا بخار
نیم جاں ہے کوئی بے ہوش کوئی زارو نزار
جسے دیکھو نظر آتا ہے وہ مائل بہ فرار

فوجِ اظلم میں طلاطم ہے وہ آئے عباسؑ
ہر طرف خوف کا عالم ہے وہ آئے عباسؑ
نظم سب فوج کا برہم ہے وہ آئے عباسؑ
سرِنگوں کفر کا پرچم ہے وہ آئے عباسؑ

دہشت و خوف سے دل ہیں کہ ہلے جاتے ہیں
یوں نظر آتا ہے خیبر میں علیؑ آتے ہیں
شور ہے ان میں شجاعِ ازلی آتے ہیں
دیکھ کس شان سے بشرِ حمدل آتے ہیں

ہو خبردار پئے تیغ زنی آتے ہیں
علقمہ ہوش کے عباسؑ علیؑ آتے ہیں
کس کی جرات ہے کہ ضرغام کو روکے کوئی
بڑھ کر اللہ کے صمصام کو روکے کوئی

شور برپا ہے کہ جانوں کو بچاؤ لوگوں
سر پہ ہے قہرِ خدا بھاگتے جاؤ لوگوں
اسد آتا ہے قدم پیچھے ہٹاؤ لوگوں
ذرہ و خود و کلاہ اپنی سنبھالو لوگوں

اب تو جانوں کی نہیں خیر کدھر جائیں گے
تیغِ عباس سروں پر ہے جدھر جائیں گے
علقمہ تیری فضائین وہ ترائی وہ نشیب
آج بھی جس پہ ہے چھایا ہوا غازی کا شکیب

ایک پیاسے نے دلائی تجھے زینت تجھے زیب
وہ جو ایمان وفا، شان وفا ہے لا ریب
جان فدائی کا، شجاعت کا علمداری کا
مثل دنیا میں نہیں اُس کی وفاداری کا

لاکھ پرواز پہ ہوں عقل و خرد کے پروبال
مل سکے گی نہ کبھی تیری شجاعت کی مثال
رہیں جب تک فلکِ پیر کے یہ بدر و ہلال
غیر ممکن ہے کہ آئے تیری عظمت پہ زوال

چادرِ زینبؑ مضطر ہو کہ پرچم تیرا
حشر تک زندہ و جاوید ہے ماتم تیرا
ابھی بیدار تو ہونے دو ضمیر انساں
بڑھ کے خود ڈھونڈے گا عباسؑ کے قدموں کے نشاں

جبر اور ظلم کے ماروں پہ ہے پیغام اماں
یہ علم اور یہ مشکیزہ و پنجے کا نشاں

ہر زمانے میں محبت کا نمائندہ ہے
نام عباسؑ جری زندہ و پائندہ ہے
در عباسؑ ہو غازی کی ثناء خوانی ہو
نیئر حیدر تیرا ہر شعر لاثانی ہو

☆☆☆

ثنائے عباسؑ

بصد خلوص رواں ہیں عقیدتوں کے علم
در وفا پہ ہے پھر سجدہ ریز آج قلم
نئے خیال نئے فکر لے رہے ہیں جنم
ثنائے حضرت عباسؑ ہو رہی ہے رقم
وہی تو ہے میرے شعر و سخن کا سرمایہ
جناب حضرت ام البنینؑ کا جایہ
بتولِؑ پاک کے صحنِ چمن کی رعنائی
علیؑ کا بیٹا حسین غریب کا بھائی
گواہ جس کی وفاؤں پہ چرخِ مینائی
کنارِ علقمہ ثابت ہے جس کی برنائی
وہ سورما کہ لاکھوں بھگا دیئے جس نے
وہ ایک ہیرو کہ مقتل سجا دیئے جس نے
بلندیوں کا ہمالہ ہیں حضرت عباسؑ
علیؑ کے گھر کا اجالا ہیں حضرت عباسؑ
حسینؑ چاند توہالہ ہیں حضرت عباسؑ
بہتروں کا سنبھالا ہیں حضرت عباسؑ

یزیدیت کا جگر خوف سے لرزتا ہے
علیؑ کا شیر ترائی میں جب ٹہلتا ہے

ہماری ہمت و جرأت اُسی کے دم سے جواں
پیامبر ہے یہ مشکیزہ اور علم کا نشاں
کہ ایک پیاسے نے ثابت کیا سرمیداں
نہ کٹ سکے گی کبھی بھی حقیقتوں کی زباں

سبق ملا ہے یہ عباسؑ کی کہانی سے
کہ موت اچھی ہے ذلت کی زندگانی سے

دمِ نبرد وہ تیری دلاوری عباسؑ
ملائی خاک میں باطل کی سرکشی عباسؑ
ہجوم تیغِ و تبر میں روا روی عباسؑ
وہ خشک ہونٹ وہ خیموں میں تشنگی عباسؑ

بچانا تیروں سے مشکیزہ بار بار عباسؑ
وہ پیاسے بچوں کا خیموں میں انتظار عباسؑ

سناں کی نوک پہ چلنا سکھا گئے عباسؑ
لبِ فرات پہ دنیا بسا گئے عباسؑ
وفا کی راہ میں تن من لٹا گئے عباسؑ
حریم کعبہ کی عزت بچا گئے عباسؑ

شرار بولہبی پر ہیں خندہ زن عباسؑ
مثالِ تیغِ علیؑ رن میں صف شکن عباسؑ

علم گواہ تو بڑا کام کر گیا عباسؑ
خدا کے دین کا چہرہ نکھر گیا عباسؑ
لہو کی موج سے جب تو گزر گیا عباسؑ
سفینہ دین محمدؐ کا تر گیا عباسؑ

علیؑ کے تیغ دودم کا تو ورثہ دار عباسؑ
تجھ ہی سے جامۂ باطل ہے تار تار عباسؑ

وہ شیر بیشہ حیدر وہ عزم کا پیکر
وہ ابنِ فاتح خیبر، وہ کربلا کا قمر
وہ ابوالفضل وہ آقا ہے، نام جس کا امر
ہے التجا اُسی سے یہ نیرؔ حیدر

تیری ثناء میں اسی طرح عمر ڈھل جائے
دعا ہے بزم عزا میں ہی دم نکل جائے

☆☆☆

شبابِ اکبرؑ

اکبر خدا کے دین کی پائندگی کا نام
اکبر رسولِ حق کی صداقت کا ہے پیام
اکبر دل امام قرار دل امام
اکبر کا نام دین محمدؐ کا احترام
ہم شکلِ مصطفیٰؐ کوئی لایا نہ جائے گا
اکبر تیرا شباب بھلایا نہ جائے گا
اکبرؑ رخ رسولؐ کی تابندگی کا نام
اکبرؑ علیؑ کا حق سے ہے وابستگی کا نام
اکبر دل حسینؑ کی دلبستگی کا نام
اکبرؑ رہ حیات کی شائستگی کا نام
یہ نام لوحِ دل سے مٹایا نہ جائے گا
اکبر تیرا شباب بھلایا نہ جائے گا
اکبرؑ تیرے شباب کی اللہ ری رفعتیں
انسانیت کو دیتی رہیں گی ہدایتیں
تیرے جہاد تیرے وغا کی حکایتیں
ہر دور میں کہیں گی یہ حق کی عدالتیں

ہاں تیرا مثل پھر کوئی لایا نہ جائے گا
اکبر تیرا شباب بھلایا نہ جائے گا

اکبر تیرے شباب ہر دل کی دھڑکنیں
اکبر تیرے شباب میں ماں کی محبتیں
اکبر تیرے شباب میں بابا کی حسرتیں
اکبر تیرے شباب میں غازی کی جراتیں

اس طرح زخم سینے پر کھایا نہ جائے گا
اکبر تیرا شباب بھلایا نہ جائے گا

اکبر یہ تیرا سن یہ جوانی یہ ولولے
یہ عہد یہ شباب تمنا یہ حوصلے
قربان کیوں نہ تم پہ بہاروں کے قافلے
ہر برگِ گل یہ تیرا ہی نقش قدم ملے

یہ حسن یہ جمال پھر آیا نہ جائے گا
اکبر تیرا شباب بھلایا نہ جائے گا

اکبر تیرا شباب مصور کی سرخوشی
اکبر تیرے شباب میں فن کی شگفتگی
ہر گل میں مستعار تیرے رخ کی دلکشی
سانگی گلاب نے تیرے چہرے کی تازگی

خالق سے پھر یہ نقش بنایا نہ جائے گا
اکبر تیرا شباب بھلایا نہ جائے گا
چٹکی تیرے شباب پہ دل کی کلی کلی
صبحِ وسا ہے جن کا وظیفہ ولیؑ ولیؑ
روئیں گے تجھ کو جو کہ کہیں گے علیؑ علیؑ
نیرؔ قلندروں کا ہے نعرہ گلی گلی
انسانیت کا خون چھپایا نہ جائے گا
اکبر تیرا شباب بھلایا نہ جائے گا
اکبر تیرے شباب پہ کیسی یہ سختیاں
اکبر تیرا شباب یہ صحرا یہ گرمیاں
اکبر تیرا شباب یہ بھالے پہ برچھیاں
یہ بارِ غم کسی سے اٹھایا نہ جائے گا
اکبر تیرا شباب بھلایا نہ جائے گا
اکبر تیرا شباب بھلایا نہ جائے گا

☆☆☆

بحضور بنت علیؑ زینبؑ

بنت زہرؑہ تو نے ثابت کر دیا بعد از حسینؑ
جاوداں ہے کربلا تاریخ کے اوراق پر
سٹپٹائیں گے تیرے دشمن سر یومُ النشور
سینہ چاکانِ ولا ہوں گے تیرے جب جلوہ گر
مجلسِ غم میں تیرے آئے ہیں ہم دیوانہ وار
چاک دامن خاک برسر دلفگار و نوحہ گر
ہے دیارِ کوفہ اب تک تیرے خطبوں کی امیں
تیری عظمت کے ثناء گر شام کے دیوار و در
منہدم ہیں حشر تک ایوان اِستبداد کے
کارِ تکمیلِ امامت تیرے خطبوں کا ثمر
تیرا اندازِ خطابت شام کے دربار میں
وقت کے مرحب پہ تھی تیغِ ید اللہ کارگر
وہ گھُٹن ماحول وہ افسردگی حزن و ملال
تیری ہمت خندہ زن ظلمت کا سینہ چیرکر
درسِ حریت دیا تیری ردائے پاک نے
جذبِ آزادی ہے تیرے نام کی در یوزہ گر
میں ہوں نیئرؔ حیدری کلبِ درِ آلِ عبا
خاکِ پا عون و محمد کی مجھے اکسیر گر

☆☆☆

فصل عزا

مغموم فضائیں تو افسردہ صبا ہے
محسوس یہ ہوتا ہے کہ پھر فصلِ عزاء ہے

کافر سے نہیں ہم کو مسلماں سے گلا ہے
کیوں سبطِ پیمبرؐ سر میداں بلا ہے

شبیرؑ کی گردن پہ نہیں خنجر فولاد
گردن یہ محمدؐ کی علیؑ کا یہ گلا ہے

سرمد ہو کہ منصورِ خدا تک نہیں پہنچے
شبیرؑ کے پردے میں خدا بول رہا ہے

ہر دور کے جابر کو یہ دیتی ہے شکستیں
خیمے میں جو اصغرؑ کے بلکنے کی صدا ہے

ڈوبے ہوئے خوں میں یہ لہو رنگ کنارے
یہ رنگِ شفق مظہرِ خون شہداء ہے

پانی کا نہ چھینٹا نہ کوئی ابر کا سایہ
اک قافلہ پیاسوں کا سرِ دشت بلا ہے

تہذیب و ثقافت ہو کہ جینے کا سلیقہ
شبیرؑ کی مجلس نے یہ سب ہم کو دیا ہے

یہ زخم یہ زنجیر یہ مظلوم کا ماتم
یہ ماتم شبیر ہے جائز ہے روا ہے

ہر ایک قدم پر ہیں پیمبر کی ادائیں
اکبرؑ سرِ میدان کہ مصروف وغا ہے

سوزِ غمِ شبیرؑ ہے ہر عہد میں جاری
اس غم کو ہر اِک دور نے آنکھوں پہ لیا ہے

جان جائے تو جائے رہے غم شبیر سلامت
سو بار ہو یہ رشتہ جاں اس پہ فدا ہے

مٹ سکتا نہیں نام میرا نیئرؔ حیدر
یہ میرا قلم نوکرِ شاہ شہداء ہے

☆☆☆

علیؑ کے لال

رسن سے دار سے تیغِ و سناں سے گزرے ہیں
علیؑ کے بیٹے ہر اک امتحاں سے گزرے ہیں

نبیؐ کی آل سے دھوکہ قدم قدم پہ کیا
صدا یہ کوفی و شامی زباں سے گزرے ہیں

خیال اصغرؑ بے شیر جب بھی آیا ہے
ہزاروں تیر میرے جسم و جاں سے گزرے ہیں

شباب اکبرؑ و قاسمؑ پہ سختیاں مت پوچھ
بہار میں بھی یہ غنچے خزاں سے گزرے ہیں

حسینؑ تیرا تصور حسینؑ تیرا خیال
تیرے خیال میں ہم دو جہاں سے گزرے ہیں

علیؑ کا نام لیا اور پل صراط سے ہم
بڑے وقار سے تاب و تواں سے گزرے ہیں

گلی نجف کی ہے یا کوئے باغ جنت ہے
کوئی بتاؤ ہمیں ہم کہاں سے گزرے ہیں

نہ جنتوں کی ہے پروا نہ فکر دوزخ کی
علیؑ کے مست ہیں سودُ زیاں سے گزرے ہیں

علیؑ کے نقش قدم پر جبیں جھکائے ہوئے
مکاں کا ذکر ہی کیا لا مکاں سے گزرے ہیں

یہ کربلا ہے فرشتے یہاں پہ شام و سحر
بنا کے حلقہ ماتم یہاں سے گزرے ہیں

کرم ہے آل محمدؐ کا نیئرؔ حیدر
زمانہ جھک کے ملا ہم جہاں سے گزرے ہیں

☆☆☆

عرض حال بحضور قائم المہدیؑ

پھر ہے عالم تمام تیرہ و تار
آدمی آدمی سے ہے بیزار

اک سمندر ہے نفرتوں کا رواں
بہے جاتے ہیں جس میں پیر وجواں

کوئی رستہ نہ کوئی منزل ہے
دور تک اک سیاہ جنگل ہے

آدمیت کے آج خوار و خجل
حق کی گردن پہ پنجۂ باطل

بے کلی بے بسی یہ بے چینی
ہر نظر سے عیاں ہے محرومی

ظلم کا زور بڑھتا جاتا ہے
جبر کا دیو دندناتا ہے

زر پرستوں کی ہے ستمکاری
ہر طرف سیم و زر کی سرداری

مُفلسی کا بدن تھرکتا ہے
بھوک کا بھوت رقص کرتا ہے

کہیں جنگ اور کہیں ہیں فتنہ و شر
عصر حاضر ہے عرصۂ محشر
سیم و زر ہے متاعِ عز و شرف
آدمیت ہے ظلمتوں کا ہدف
کاروبارِ جہاں میں الجھا ہوا
ہر نفس موجِ خوں میں ڈوبا ہوا
اک مسلماں کہ حق کا تھا دمساز
اسی سے رخصت ہے سوز و سازِ حجاز
وہ مسلماں کہ مردِ مومن تھا
نخوتوں، نفرتوں کا دشمن تھا
آج خود ہے اسیرِ حرص و ہوس
کب سے خاموش اس کی بانگِ جرس
وہ ہے خود آج یاسیت کا شکار
در بدر پھر رہا ہے زار و نزار
روس و امریکہ ہوں کہ اسرائیل
سرِ مسلم پہ جیسے عزرائیلؑ
یہ تباہی یہ پستیاں کب تک
تابہ کے یہ خرابیاں کب تک
ہاں مگر چاک ہوں گے کب یہ رفو
دل کے روتا ہے خون کے آنسو

آئی آواز انتظار ابھی
حق نے ہونا ہے آشکار ابھی
آئیگاں وہ رسولؐ کی تصویر
وہ علیؑ ولی کا بدرِ منیر
وہ امامِ نوید فتح و ظفر
جس کی آمد دلیلِ نورِ سحر
جو ہے تکمیلِ کارِ کن فیکون
قرۃ العین نرجسِ خاتون
جو مٹائے گا، ظلم و جبر و ستم
پھر بلند ہوگا عدل کا پرچم
گلستان محمدیؐ کی کلی
صاحب العصرؑ قائم المہدیؑ
بدرِ تابندہ نیمہِ شعبان
ساعتِ لطف خامہِ یزداں
بھیگی پلکوں میں عرضیاں لے کر
ہے دعا سب کی نیئرؔ حیدر
بے کلی دل کی دور ہو مولاؑ
جلد تیرا ظہور ہو مولاؑ

☆☆☆

قلندر دوراں

پھر جوش مسرت سے کلی دل کی کھلی ہے
مقصودِ نظر مدحِ غلامان علیؑ ہے
اے حجتہُ الاسلام تری بات چلی ہے
حیدر کے غلاموں میں تیرا نام جلی ہے

تو سیدِ ذیجاہ تو آقا ہے ہمارا
پھر نطقِ قلم نے ہے تیرا نام پکارا

تو آلِ محمدؐ کے مقاصد کا پیامی
الموسوی اللہ تیرا ناصر و حامی
شیعوں کے لئے فخر تری ذاتِ گرامی
ہے حلقہ بگوشوں میں تیرا نام دوامی

روشن تری صورت ہے نہاں خانہ دل میں
تصویر سجی ہے تیری کاشانہِ دل میں

تو راہ روِ حق مردِ مجاہد ہے، نڈر ہے
اللہ کے رستے میں صدا سینہ سپر ہے
اے مردِ جری تیری قیادت کا ثمر ہے
شب بیت چکی قوم پہ ہنگام سحر ہے

لہرائے فضاؤں میں، صداقت کے پھریرے
پھوٹے ہیں تیری عزم سے گلرنگ سویرے

تجھ پر ہے کرم سب یہ خدائے ازلی کا
اللہ کا، اللہ کے محبوب نبیؐ کا
حیدرؑ کا یدُ اللہ کا، اللہ کے ولی کا
زہرہؑ کا، حسنؑ اور حسینؑ ابن علیؑ کا

ہیں عابدؑ و باقرؑ تیرے یاور تیرے ناصر
اور جعفر صادقؑ کی نظر خاص ہے تجھ پر

موسیٰ ابن جعفرؑ سے ہرا تیرا نشیمن
ہر آن، غریب الغرباءؑ ہے تیرا ضامن
سر سبز تقیؑ اور نقیؑ سے تیرا گلشن
سر پر ہے تیرے عسکرؑ معصوم کا دامن

اے سیدِ عالی، تیری رفعت تیری شوکت
ہے صاحبِ حجُت کی عطا اور عنایت

تیرا درِ دولت علیؑ مسجد علیؑ مسجد
گنجینہ اُلفت علیؑ مسجد علیؑ مسجد
ایوان اخوت علیؑ مسجد علیؑ مسجد
دل کے لئے جنت علیؑ مسجد، علیؑ مسجد

یہ منبر و محراب حق آواز نظارے
چمکے ہیں اسی سے میری ملت کے ستارے
پنجے کا نشاں سر پہ تیرے جلوہ فشاں ہے
سائے میں علم کے، تو رواں ہے، تو دواں ہے
تو مہر و محبت کا، صداقت کا نشاں ہے
پیغام ترا نہجِ بلاغت کی زباں ہے
نے تاج میں نے تخت میں، نہ لشکر میں نہاں ہے
کچھ اور ہی تجھ مردِ قلندر کا جہاں ہے
اب دور ہیں سب نخوت و نفرت کی گھٹائیں
چلتی ہیں تیرے دم سے، محبت کی ہوائیں
پھر سے تروتازہ ہیں، اخوت کی فضائیں
تو وہ ہے کہ دشمن کو بھی دیتا ہے دعائیں
نہ تخت تیرے پاس نہ لشکر نہ سپاہ ہیں
تو مرد قلندر، تیرے انداز جدُا ہیں
گونجے ہیں فضا میں تیری تکبیر کے نعرے
یہ منبرو محراب کے دلدوز نظارے
یہ آلِ محمدؐ کا توسط، یہ سہارے
ہمت نے تیری موڑے ہیں پھر وقت کے دھارے

ہر فتنہ دوراں کا محاسب ہے قلندر
ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر

مثلِ رخ خورشید زمانے میں جلی ہوں
اسلام کے فرزند پھر ایماں کے دھنی ہوں
سب پیروِ پیغامِ حسینؑ ابن علیؑ ہوں
سرکار دعا کیجئے ہم دل کے غنی ہوں

کب سے میری سرکار، تیرے در پہ کھڑا ہے
یہ نیئرِ حیدر بھی کہ محتاج دعا ہے

(15 اگست 1991ء)

☆☆☆

رہبر کامل

حجتہُ الاسلام رہبر و رہنما الموسوی
کشتیِ اہل ولاأ کے ناخدا الموسوی

وارثِ حلمِ رسول دوسرا الموسوی
ناشرِ علم علی المرتضیٰؑ الموسوی

متُقی عابد فقیہہ و مرد حق الموسوی
ہے کتابِ حق کا رخشندہ ورق الموسوی

رنگ باطل کا ہوا ہے تجھ سے فق الموسوی
سینہِ ظلمت کیا ہے تو نے شق الموسوی

مومنوں کے دل میں ہے جاہ و حشم تیرے لئے
دیدہ و دل فرش راہ کرتے ہیں ہم تیرے لئے

خطہِ سرحد کے بیٹے جان نثاران علیؑ
منتظر تیرے اشارے کے غلامان علیؑ

ہے تیری للکار میں مُضمر صدائے پنجتنؑ
سایہ افگن ہے تیرے سر پر ردائے پنجتنؑ

دلنواز و دلنشیں ہے اپنا میرِ کارواں
قوم ہے جس کی قیادت میں سوئے منزل رواں

عزم ہے جس کا فروغ مقصدِ کار حسینؑ
فخر ملت، جانشین مفتی جعفر حسین

کس قدر خوش آج ہر مومن کا دل دیوانہ ہے
تیری آمد پر یہی اک نعرہ مستانہ ہے

رہنما و رہبر و آقا میرے موسوی
المدد مولا علیؑ مولا علیؑ مولا علیؑ

کربلا والوں کا ہے احسان نیرؔ حیدر
ہے عطا پھر قوم کو الموسوی کی رہبری

☆☆☆

بنامِ قوم

قصرِ باطل تیری للکار سے تھراتا ہے
شور محشر لئے پھر تیرا جنوں آتا ہے

آگ ہے شعلہ جوالا ہے آفت ہے تو
دشمن آلِ محمدؐ پہ قیامت ہے تو

مئے میخانہ حیدرؓ کا تو متوالا ہے
تیری پہچان ہے کافی کہ علیؑ والا ہے

وقت کے ماتھے پہ مُہریں جو لگاتے ہیں وہ مرد
اے خوشا بخت کہ تو بھی ہے اسی قوم کا فرد

ہاں میرے مسلم خوابیدہ ذرا غور سے سن
دلِ پر درد کی حساس کی دیوانے کی دھن

جاگ ہاں جاگ کہ یہ وقت ہے بیداری کا
امتحاں ہے تیرے ایثار کا خود داری کا

پیکرِ عزم و عمل جھوم کے میداں میں نکل
حیدری ضرب سے پھر مرحب دوراں کو کچل

سیکھ جینے کی روش حیدر کرارؓ سے سیکھ
موت کیسی ہو، یہ شبیرؑ کے کردار سے سیکھ

تو ہے وہ قوم کے فولاد ارادہ جس کا
تو ہے وہ قوم علیؑ آقا و مولاؑ جس کا

تو ہے وہ قوم شہادت ہے تمنا جس کی
تو وہ میراث لہو رنگ ہے دنیا جس کا

پھر زباں پر ہو تیرے خالقِ اکبر مددے
تیرے لب پر ہو رواں میرے پیمبرؐ مددے

زور و بازوئے نبیؐ پنجۂ داور مددے
مالکؓ و قنبرؓ و سلمانؓ و ابوذرؓ مددے

سب کے مولا مددے میرِ دلاور مددے
پھر گھڑی جنگ کی ہے، حیدرِ صفدر مددے

ہے نِکو نام زمانے میں حسینیؑ حسنیؑ
جعفری، حیدری، اثناء عشری، پنجتنیؑ

تجھے ورثے میں ملا عظمتِ شبیری ہے
کربلا تیرے ارادوں کی جہانگیری ہے

کربلا آج بھی تابندہ و پائندہ ہے
ہر یزید ابن یزید آج بھی شرمندہ ہے

اے مسلماں تجھے خون بہتر کی قسم

جونؓ کی، حرؓ کی، حبیب ابن مظاہرؓ کی قسم
تجھے قاسمؑ کی قسم، گیسوئے اکبرؑ کی قسم
ہاں تجھے زینبؑ و کلثومؑ کی چادر کی قسم

لاکھ دنیا ہو مخالف ہو زمانہ برہم
سرنِگوں ہونے نہ پائے یہ وفا کا پرچم

اک نئی صبح نئے دور کی تعبیر ہے تو
تیرگی جس سے ہے کافور وہ تنویر ہے تو

یہ عزادار کہ بیٹھے ہیں سرِ فرش عزا
دینے آئے ہیں بتولِ عذرا کو پرسا

خوں میں ڈوبا ہوا ہر تارِ نظر ہے مولا
غمِ شبیرؑ ہے اور وقت سحر ہے مولا

ہاتھ سینوں پہ ہیں شبیر کی غمخواری ہے
رات ڈھلتی ہوئی اور شہہ کی عزاداری ہے

ہے دعا نیئرؔ حیدر کی یہ آباد رہیں
ماتمی شاہ کے ہر دور میں دلشاد رہیں

9 محرم 1990ء کی شب رات تین بجے عزاخانہ آغا حیدر شاہ میں پیش کی گئی عقیدت

☆☆☆

شہدائے یومِ عاشور

پھر عقیدت کا چمن ہے نذرِ مولائے نجفؑ
ہو قبولیت تو ہے اپنے لئے عز و شرف
پھر چھلکتی ہے سرِ پیمانہ صہبائے نجفؑ
مومنوں پھر چن کے لایا ہوں میں گلہائے نجفؑ
نام پہ مولاؑ کے یارو پھر غزل خوانی کریں
دشمن حیدرؑ کے دل پر تیر بارانی کریں
قریہ قریہ کو بہ کو، پھر ہم پکاریں یا علیؑ
یا علیؑ، واوا علیؑ، حقا علیؑ، مولا علیؑ
چھیڑ مت اے خارجی، شعلے ہیں جوالے ہیں ہم
انقلابی، بوترابی ہیں، علیؑ والے ہیں ہم
بوذریؓ ہم !قنبریؓ ہم!حیدریؑ ہم! جعفریؑ
ہر مُنافق کے لئے، ہم لوگ قہرِ داوری
اپنے چہرے حبِ حیدرؑ سے چمکتے جائیں گے
پرچمِ عباسؑ کے سائے میں بڑھتے جائیں گے
ہو بہو تفسیرِ قرآں جس کی ساری زندگی
اپنا رہبر حیدرِؑ مشکل کشاء مولا علیؑ
ھل اتی و اِنما قل کفا و لو کشف
ہیں قرآنی قصیدے بہرِ سرکار نجف

پوچھ لے پیغمبرِ ذیشان سے کیا ہیں علیؑ
مصطفٰےؐ ان کے ہیں مولا جن کے مولا ہیں علیؑ
تازہ رکھتی ہے ہمیں ہر دم ولائے بوالحسنؑ
ہے متاعِ زندگی اپنا حسینیؑ بانکپن
سرخی خون شہیداں ہے ہماری آبرو
جذبۂ شوقِ شہادت ہے ہماری جستجو
ماتمِ شبیرؑ میں تڑپے شہیدوں پر سلام
عصرِ عاشورہ کے ان پاکیزہ جذبوں کو سلام
ہیں شہیدان مودت یہ شہیدان وفا
ہو گئے جو فدیہ راہ شہید کربلا
وہ جو انصار حسینیؑ کی طرح بڑھتے رہے
پرچم عباسؑ کے سائے تلے جاں دے گئے
ایک سید کا لہو ہے نذرِ شاہِ مشرقین
کربلا والوں کے مہماں بن گئے ہیں میر حسین
یاور و شہزاد و عادل زندہ و پائندہ ہیں
سب کے سب شبیرؑ کی سرکار میں تابندہ ہیں
تا ابد شبیریت سے دل لگا کر سو گئے
فدیہ شبیریت ثقلین مہدی ہو گئے
ماتم شبیر میں کم سن نوید جاں فگار
جا بسا شبیر کے پہلو میں اس کا غمگسار

عصرِ عاشورہ ہوئی جس کے لہو سے لالہ زار
ہر محرم کی دہم کو یاد آئے گا نثار
کہہ رہا ہے روزِ عاشورہ شہیدوں کا لہو
کرتے رہتے ہیں حسینی خون سے اپنا وضو
کر گئے سب قوم کی تقدیر کو پھر سرخرو
رائیگاں ہوتا نہیں ہرگز شہیدوں کا لہو
خون میں غِلطاں حسینی مہمانوں پر سلام
نیئرؔ حیدر سلام ان خستہ جانوں پر سلام

☆☆☆

محرم الحرام 1413ھ (جولائی 1992ء)

یومِ انہدام جنت البقیع

ہاں زمیں پھر خون رو، ہاں آگ برسا آسماں
سیدہ زہرؑہ کی تربت خستہ حال و بے نشاں

کس کی تربت ہے کہ جس پر نے چراغ و نے گلے
نے پر پروانہ سوزد، نے صدائے بلبلے

کیوں مزارِ سیدؑہ مسمار ہے اے آسماں
کیا مسلماں کا یہی کردار ہے اے آسماں

سیدؑہ لختِ دل پیغمبر ہر دوسراؐ
وہ بتول پاک زہرؑہ اور طاہرؑہ

نازِ مریمؑ نور چشم رحمۃ للعالمینؐ
وہ کہ جس کے گھر کا درباں، حضرت روح الامین

بانوِ مولا علیؑ مشکل کشاء شیر خدا
مادرِ شبیرؑ و شبرؑ، پیکر صبر و رضا

لب پہ قرآں کی تلاوت، پسینا وہ چکیاں
جس کا کردار و عمل، اسلام کی تابانیاں

بے کس و ناچار کی حاجت روا وہ سیدہؑ
درد مندوں کے لئے اک آسرا وہ سیدہؑ

السلام اے سیدہؑ، اے پیکرِ دردُ الم
السلام اے طاہرہ اے پیکرِ صبرُ الم
السلام اے فاطمہ، جانِ پیمبرؐ السلام
سیدہؑ اے مادرِ شبیرؑ و شبرؑ السلام

اس کے ہر ذرے کی عظمت اور حرُمت پہ سلام
نیرِّ حیدر سلام اس خستہ تربت پر سلام

تھے وہی زہرہؑ تیری تربت مٹانے کیلئے
ہاتھ جو اٹھے تھے تیرا گھر جلانے کیلئے

☆☆☆

ماتم حسینؑ

زمانے والے سب انگشتِ بدنداں ہوتے جائیں گے
لہو، زنجیر اور ماتم پہ حیراں ہوتے جائیں گے

حسینی عشق میں ڈوبے ہوئے دیوانوں کو مت چھیڑو
انہیں چھیڑو گے یہ محشر بداماں ہوتے جائیں گے

زمانہ لاکھ بدلے ہم نہ بدلے ہیں نہ بدلیں گے
غمِ شبیر میں سینے گل افشاں ہوتے جائیں گے

عدو کا تنگ ہو سینہ غمِ شبیر میں زخمی
یہ سینے تا ابد رشکِ گلستاں ہوتے جائیں گے

جواں اس قوم کے ہر عہد میں سینہ سپر ہو کر
شبابِ اکبرؑ و قاسمؑ پہ قرباں ہوتے جائیں گے

ہماری بیٹیاں زینبؑ کی چادر پہ فدا ہو کر
انہیں سے قوم کے جوہر نمایاں ہوتے جائیں گے

ضعیف اپنے کمر بستہ حبیب ابن مظاہرؓ ہیں
فدائے عظمتِ گنجِ شہیداں ہوتے جائیں گے

ہر کوچہ گلی بازار میں شبیر کے غم میں
علَم لے کر بڑھیں گے حشر ساماں ہوتے جائیں گے

علیؑ کا نام لے لے کر سرِ محشر علیؑ والے
علی مرتضیٰؑ کے زیر داماں ہوتے جائیں گے

حسینیت کا ہر طرز عمل ہے اپنا سرمایہ
یزیدی بت کدے ہم سے ہی ویراں ہوتے جائیں گے

بڑی دولت ہے یہ سینہ زنی شبیر کے غم میں
اسی سے آدمی حیواں سے انسان ہوتے جائیں گے

غم شبیر کے دشمن سے کہہ دو نیئر حیدر
مٹائیں جس قدر ہم کو نمایاں ہوتے جائیں گے

☆☆☆

عالم ہستی

ازل سے تا ابد جنگاہ ہے یہ عالم ہستی
یہاں حق سے سدا لڑتی ہے شیطانیت کی بدمستی

یہاں طاغوت و رحمانیت میں جنگ رہتی ہے
اسی اک کشمکش سے زندگی گلرنگ ہوتی ہے

یہاں شبیریت ہر رنگ میں تابندہ رہتی ہے
یزیدیت کی دنیا ہر گھڑی شرمندہ رہتی ہے

یہاں باطل کی قسمت میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے
یہاں حق کے مقدر میں سویرا ہی سویرا ہے

سلام اے ارض ایراں تیرے سینے پر فروزاں ہے
خمینی عالم اسلام کا مہر درخشاں ہے

سلام اے قم کی مٹی تیرا ہر ذرہ یہ کہتا ہے
خمینی مر نہیں سکتا، خمینی زندہ رہتا ہے

تیرے سینے پہ حریت کی شمعیں جگمگاتی ہیں
خمینی رعب سے باطل کی نبضیں ڈوب جاتی ہیں

خمینی قوتِ اسلام ہے شوکت ہے طاقت ہے
خمینی عزمِ فولادی ہے ایماں کی حرارت ہے

خمینی وقت کے ماتھے پہ پھر مہرُ صداقت ہے
خمینی کربلائے تازہ میں شوقِ شہادت ہے

خمینی نام ہے اسلامیوں کی سربلندی کا
خمینی نام ہے حساس دل کا درد مندی کا

خمینی نعرہ تکبیر الا اللہ کا نعرہ ہے
کہ جس سے زور باطل پست ہے اور پارہ پارہ ہے

خمینی وارث شبیرؑ ہے تابندہ پائندہ
بہتر کربلا والوں کی عظمت کا نمائندہ

خمینی پر ہے صادق مصرعہ یہ اقبال کے منہ سے
جہاں را دگرگوں کرد یک مردِ خود آگاہ ہے

دیارِ پاک میں سب منتظر ہیں نیئرؔ حیدر
خمینی جیسا مل جائے ہمیں بھی کاش اک رہبر

☆☆☆

وفات حسرت آیات نیرؔ حیدر

از آغا شہباز خان جعفری (اٹک)

سُخن ور تھا شہید کربلا کے آستانے کا
اِسے بھی تھا پسِ عاشور موضوع سخن ہونا

بلائیں جھیل کر بڑھتا رہا ہر دم سوئے منزل
خبر تھی کربلا کے راستے کا یوں کٹھن ہونا

تمہاری عمر بھر کی شاعری ہے اس طرح جیسے
حضوری میں شہیدِ کربلا کے سرخرو ہونا

مُثلث اک روابط ہے بشرطِ کوثری صاحب
تمہارا ہم سُخن ہونا ہمارا ہم نشیں ہونا

تیرے ذکرِ کفن پر پاس تم ہوتے تو یوں کہتے
مجھے یاد آ رہا ہے، میرے شہہ کا بے کفن ہونا

☆☆☆



پروفیسر فدا محمد نیرؔ حیدر

سابقہ چیئرمین شعبہ لائبریری اینڈ انفارمیشن

سائنس پشاور یونیورسٹی

عناصرِ درویشی کا منفرد استعارہ نیرؔ حیدر

جب عطائے پروردگار اور رضائے مشیت سے اندر کے تخلیقی سرچشمے کیف و مستی کی سرسبز و شاداب زمینوں میں ابلنے لگتے ہیں اور عقیدت و محبت کی بارش فکر و خیال کی وادیوں پر برسنے لگتی ہے تو "صدائے وِلا" جیسی تخلیق کا جنم ظہور پذیر ہوتا ہے ایسی تخلیق دل کی رگوں میں سفر کرتی... جب لفظوں کے پیرائے میں ڈھلتی ہے تو اس کی تاثریت پڑھنے والوں کو جذب و مستی کی وادیوں میں بوند بوند سرشار کر دیتی ہے۔ نیرؔ حیدر، ایک ایسا درویش صفت شاعر ہے جس نے ایک مخصوص، لیکن انتہائی پر اثر لحن اور لہجے میں ایسے سُر ساز کیے ہیں جو حُبِ علیؑ کی امر خوشبوؤں سے لبریز ہیں۔

یہ قرینۂ سلوک و معرفت اور پیرایۂ اظہار نصیب والوں کو عطا ہوتا ہے اور میرا یقین کامل ہے کہ "نیرؔ حیدر" نے اس عطائے ازلی سے اپنا دامن بھر کر نہ صرف خود کو بلکہ پڑھنے والوں کو بھی دستارِ سرخروئی سے نوازا ہے۔

عشق و عقیدت و سرمستی کا یہی امتزاج و اظہار کسی شاعر کو ممتاز و منفرد بناتا ہے اور نیرؔ حیدر بلاشبہ اپنی جذبات و احساسات سے گندھے ہوئے عناصرِ درویشی کا استعارہ نظر آتے ہیں۔

ڈاکٹر نذیر تبسم

یکم جولائی ۲۰۱۴ء پشاور

قطعہ تاریخ

عجب مشتاق حورانِ بہشتی
بر روضہ مردِ نیک اختر بیاید
بگفتہ وقت استقبال رضواں
غلام ساقی کوثر بیاید

(جولائی1995ء)

☆☆☆☆☆

خَتم شد

عناصر درویشی کا منفرد استعارہ نیّر حیدر

جب عطائے پرودگار اور رضائے مشیت سے اندر کے تخلیقی سرچشمے کیف و مستی کی سرسبز و شاداب زمینوں میں ابلنے لگتے ہیں اور عقیدت و محبت کی بارش فکر و خیال کی وادیوں پر برسنے لگتی ہے تو ''صدائے ولا'' جیسی تخلیق کا جنم ظہور پذیر ہوتا ہے ایسی تخلیق دل کی رگوں میں سفر کرتی ...... جب لفظوں کے پیرائے میں ڈھلتی ہے تو اس کی تاثیرّیت پڑھنے والوں کو جذب و مستی کی وادیوں میں بوند بوند سرشار کر دیتی ہے۔ نیّر حیدر، ایک ایسا درویش صفت شاعر ہے جس نے ایک مخصوص، لیکن انتہائی پر اثر لحن اور لہجے میں ایسے سُر ساز کیئے ہیں جو حُبّ علیؑ کی امر خوشبوؤں سے لبریز ہیں۔

یہ قرینہِ سلوک و معرفت اور پیرایۂ اظہار نصیب والوں کو عطا ہوتا ہے اور میرا یقینِ کامل ہے کہ ''نیّر حیدر'' نے اس عطائے ازلی سے اپنا دامن بھر کر نہ صرف خود کو بلکہ پڑھنے والوں کو بھی دستارِ سرخروئی سے نوازا ہے۔

عشق و عقیدت و سرمستی کا یہی امتزاج و اظہار کسی شاعر کو ممتاز و منفرد بنا تا ہے اور نیّر حیدر بلاشبہ اپنی جذبات و احساسات سے گُندھے ہوئے عناصرِ درویشی کا استعارہ نظر آتے ہیں۔

ڈاکٹر نذیر تبسم

یکم جولائی ۲۰۱۴ء پشاور

صدائے وِلا

تصنیف: پروفیسر فدا محمد نیرؔ حیدر

گرافکس: بارگاہ میں ہاتھ بلند ہو

بیک پر:

عناصر درویشی کا منفرد استعارہ نیرؔ حیدر

مئے حب علیؑ کی کرنیں ہیں
میرے شیشے میں مہتاب نہیں